مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

انصار الدین

نومبر/دسمبر 2023ء | نبوت/فتح 1402 ھجری شمسی | جمادی الاول/جمادی الثانی 1445 ھجری | جلد 20 نمبر 6



اَمْن اَسْت دَرْمَکَانِ مَحَبَّتْ سَرَائے مَا

ہمارا مکان جو ہماری محبتِ سرائے ہے اس میں ہر طرح سے امن ہے۔

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

مجلس انصار اللہ برطانیہ
فلاحی منصوبے برائے سال 2023ء



آنکھوں کے آپریشنز
مسرور آئی انسٹیٹیوٹ برکینا فاسو

ایک آنکھ کے آپریشن کے اخراجات: £50



ٹیوب ویل

پانی کا نیا کنواں: £2,000

مرمت برائے پانی کا کنواں: £750

ایک کنواں / پمپ روزانہ 1000 سے زائد لوگوں کو تازہ پانی مہیا کرتا ہے



مسرور جنرل ہسپتال
برکینا فاسو

پہلے مرحلے میں زچہ وبچہ یونٹ کی تعمیر ہو گی۔

عطیہ برائے تعمیر بلاک: مبلغ 250،000 پاونڈز

عطیہ برائے تعمیر وارڈ: مبلغ 24،000 پاونڈز

عطیہ برائے کمرہ: مبلغ 10،000 پاونڈز

مبلغ 5,000 پاونڈز یا اس سے زائد عطیات دینے والوں کے نام بغرضِ دعا ہسپتال کی راہداری میں لگائے جائیں گے۔

اس ہسپتال کی تعمیر مختلف مراحل میں ہو گی۔

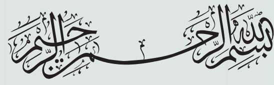
اس کارِ خیر میں آپ دنیا کے کسی بھی ملک سے حصہ لے سکتے ہیں

PLEASE KINDLY DONATE GENEROUSLY

USE THIS LINK: https://donation.charitywalkforpeace.org/
OR Scan the QR code. You can call us and we will assist you 020 8874 6630.



MAJLIS ANSARULLAH UK 33 GRESSENHALL ROAD LONDON SW18 5QH
T: 020 8874 6630 E: INFO@CHARITYWALKFORPEACE.ORG W: CHARITYWALKFORPEACE.ORG



نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

انصار الدین

نومبر/دسمبر 2023ء | نبوت/فتح 1402 ھجری شمسی | جمادی الاول/جمادی الثانی 1445 ھجری | جلد 20 نمبر 6

مجلس انصار اللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

درس القرآن الکریم 2

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 3

ارشادات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام 4

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5

اداریہ: مکتوب فلسطین 6

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ کے موقع پر خطاب 7

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع 2023ء 15
(محمود احمد ملک۔ محمد اسحٰق ناصر)

انصار اللہ اور دعوت الی اللہ 18
(ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز)

محترم مولانا صوفی محمد اسحٰق صاحب مرحوم 21
(محمد یوسف ناصر)

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ
کیا آپ حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات
اور احمدیوں کی حفاظت کے لیے روزانہ دو نفل
ادا کر رہے ہیں اور
ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس: ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن
قائد اشاعت: محمد اسحٰق ناصر
مدیر: محمود احمد ملک
نائبین: صفدر حسین عباسی
میر انجم پرویز
مینیجر: شفقت محمود ملک

"Ansaruddin" 33 Gressenhall Road, London, SW18 5QH, United Kingdom e-mail address: ansaruddin@ansar.org.uk

درس القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ۔ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (آل عمران 28،27)

اے محمد ﷺ! تو مجھ سے یوں مخاطب ہوا کر مجھ سے یہ دعا کیا کر کہ اے ہمارے اللہ! تو ملک کا مالک ہے۔ یعنی ہر قسم کی ملکیت جس کا تصور کیا جاسکتا ہے وہ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ اور دنیا کی بادشاہتیں بھی اور آخرت کی بادشاہتیں بھی تیری طرف سے عطا ہوتی ہیں۔ جس کو جو چاہے جس طرح چاہے تُو عطا فرمادے خواہ وہ اس دنیا کا ملک ہو یا آخرت کا ملک ہو۔ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔ لیکن تُو چھیننے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔ جب چاہے کسی کو نااہل قرار دے کر اس سے اپنا عطا کردہ ملک واپس لے لے۔ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ۔ تُو جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسے ذلیل ہونے دیتا ہے لیکن بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ تیرے ہاتھ میں خیر ہے، بھلائی ہے۔ تیری طرف سے کسی کو ذلت نہیں پہنچتی۔ تُو ذلیل ہونے دیتا ہے۔ یعنی اگر وہ خود ذلیل ہونا چاہتا ہے تو بعض دفعہ تو فیصلہ فرمالیتا ہے کہ اچھا پھر ہم تجھے ذلیل ہونے دیں گے اور پھر وہ ذلیل اور رسوا ہوجاتا ہے لیکن جہاں تک تیرے ہاتھ کا تعلق ہے یہ ہاتھ خیر کا ہاتھ ہے، یہ برائی کا ہاتھ نہیں ہے۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور تو ہر چیز پر قادر ہے جو تو چاہتا ہے اور چونکہ تو بھلائی چاہتا ہے اس لئے ہم تجھ سے بھلائی ہی کی توقع رکھتے ہیں۔ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ۔ زمانے ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ راتیں دنوں میں داخل ہوجاتی ہیں اور دنوں کو تو راتوں میں داخل فرمادیتا ہے۔ جب چاہے راتوں کو دنوں میں داخل فرماتا ہے، دنوں کو راتوں میں داخل فرمادیتا ہے۔ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔ اور اسی طرح تو زندوں کو مُردوں میں داخل کردیتا ہے اور مُردوں کو زندوں میں داخل فرمادیتا ہے۔ پس ہر آن تیرا فضل ہی ہے جو ہمیں ہمیشہ صحیح رستے پر قائم رکھے اور مردوں سے زندوں میں داخل ہونے والے ہوں نہ کہ زندوں سے مُردوں میں داخل ہونے والے۔ اسی طرح ہمارے زمانے راتوں سے روشنیوں میں تبدیل ہونے والے ہوں، روشنیوں سے راتوں میں تبدیل ہونے والے نہ ہوں۔ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ اور تو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے اسے رزق عطا فرماتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ جو شخص سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے، پھر آیت الکرسی کی تلاوت کرتا ہے، پھر آل عمران کی اس آیت کی تلاوت کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (آل عمران:19) شَهِدَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وَالْمَلَائِكَةُ اور فرشتے بھی اس بات کے گواہ ہیں اور وَأُولُو الْعِلْمِ اور جتنے صاحب علم لوگ ہیں وہ بھی اس بات کے گواہ ہیں۔ قَائِمًا بِالْقِسْطِ خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے سارے ہمیشہ انصاف پر قائم رہتے ہیں اور وہ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔ اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر یہ دعا پڑھتے ہیں جو ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے فرمایا: جو شخص بھی ہر فرض نماز کے بعد یہ دعائیں کرے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنّت بطور ماویٰ مقدر کردی ہے اور اسے جنت الفردوس میں سکونت عطا کروں گا اور ہر روز ستّر مرتبہ اسے اپنے دیدار سے مشرف کروں گا۔...اس کو آنحضور ﷺ نے فراخئ رزق کا نسخہ بھی بیان فرمایا ہے۔ پس وہ لوگ جو مختلف قسم کی تنگیوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کو اسی ترتیب سے یہ دعا کرنی چاہیے جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے۔ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ تو ان سب دعاؤں سے گزرنے کے بعد جب آپ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ تک پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی اس دعا کو باقی سب دعاؤں کی برکت سے بھی قبول فرمالے گا اور آپ کے رزق میں فراخی عطا فرمائے گا۔

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، فرمودہ 12راپریل 1991ء۔ خطباتِ طاہر جلد 10 صفحہ 321 تا 323)



حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور امر بالمعروف کرو اور تم ضرور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرو ورنہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے جس کے بعد تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

(ترمذی۔ ابواب الفتن۔ باب ماجاء فی الأمر بالمعروف والنھی عن المنکر)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی شادی کرتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ یعنی اللہ تعالیٰ آپ دونوں (زوجین) پر برکتیں نازل فرمائے اور دونوں کو حسن معاشرت عطا فرمائے۔

(سنن الترمذی، کتاب النکاح عن رسول اللہؐ باب ماجاء فیما یقال للمتزوج)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کردہ) امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے (مقرر کردہ) امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وُجوبِ طَاعَۃِ الْأُمَرَاءِ)

روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نئی بستی میں داخل ہونے کی یہ دعا فرمائی ہے: اے اللہ! ہمارے لیے اس جگہ میں برکت رکھ دے۔ ہمیں اس بستی میں برکت بخش۔ ہمارے لیے اس جگہ میں برکت کے سامان مہیا کر دے۔ اے اللہ! ہمیں اس جگہ کے پھلوں سے رزق دے اور اس کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال اور اس جگہ کے نیک بندوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔

(معجم الاوسط طبرانی باب العین من اسمہ عبدالرحمٰن حدیث نمبر 4755)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پہ اپنے اصحاب سے فرمایا: ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور سیدھے ہو جاؤ اور جان لو کہ تم میں کوئی بھی ہرگز اپنے عمل سے نجات نہیں پائے گا۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ بھی اپنے بہترین اعمال کے ذریعہ سے نجات نہیں پائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے بھی محض عملوں سے نجات نہیں ملے گی إِلَّآ أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور فضل کی چادر میں ڈھانپ لے۔

(صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار باب لن یدخل الجنۃ بعملہ بل برحمۃ وفضل)

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں تمہیں سب سخیوں سے بڑے سخی کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے۔ پھر مَیں تمام انسانوں میں سے سب سے بڑا سخی ہوں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد از علامہ ھیثمی جلد 9 صفحہ 13 بیروت)

امام الکلام۔ کلام الامام

علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعوت الی اللہ کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کرنے کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لیے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لیے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلّتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لیے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اُس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لیے بھیج کر ایسا ہی کیا۔‘‘ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 10)

1905ء میں سلسلہ کے دو جید علماء حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی کی وفات کے بعد جماعت میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت تشویش پیدا ہوئی اور فرمایا: ’’ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب جو ایک مخلص آدمی تھے اور ایسا ہی اب مولوی برہان الدین صاحب جہلم میں فوت ہو گئے۔ اور بھی بہت سے مولوی صاحبان اس جماعت میں فوت ہوئے مگر افسوس کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 412)

اسی حوالے سے ایک موقع پر حضرت اقدس علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ’’علماء کی جماعت فوت ہو رہی ہے۔ مولوی عبدالکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔ مولوی برہان الدین فوت ہو گئے۔ اب قائم مقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں ان کو بھی فوت شدہ سمجھیے۔ دوسرا جیسا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تقویٰ ہو۔ اس کی تخم ریزی نہیں۔ یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ورنہ اچھے آدمی مفقود ہو رہے ہیں۔ آریہ زندگی وقف کر رہے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے منہ سے بھی نہیں نکلتا۔ ہزار ہا روپیہ قوم کا جو جمع ہوتا ہے وہ ان لوگوں کے لیے خرچ ہوتا ہے جو دنیا کا کیڑا بنتے ہیں۔ یہ حالت تبدیل ہو کر ایسی حالت ہو کہ علماء پیدا ہوں۔ علم دین میں برکت ہے۔ اس سے تقویٰ حاصل ہوتی ہے۔ بغیر اس کے شوخی بڑھتی ہے۔ نبوی علم میں برکات ہیں۔ لوگ جو روپیہ بھیجتے ہیں لنگر خانہ کے لیے یا مدرسہ کے لیے، اس میں اگر بے جا خرچ ہوں تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا (النّٰزعٰت:6) میں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت سمجھتا ہوں جو دین کی خدمت کریں۔ میرے نزدیک زبان دانی ضروری ہے۔ انگریزی پڑھنے سے میں نہیں روکتا۔ میرا مدعا یہ ہے اور میں نے پہلے بھی سوچا ہے اور جب سوچا ہے میرے دل کو صدمہ پہنچا ہے کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی وحی قرب اجلك المقدر سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا اس مدرسہ کی بنا سے غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کے لیے لوگ تیار ہو جاویں۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ پہلے گزر جاتے ہیں۔ دوسرے جانشین ہوں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں تو قوم کے ہلاک ہونے کی جڑ ہے۔ مولوی عبدالکریم اور دوسرے مولوی فوت ہو گئے اور جو فوت ہوئے ہیں اُن کا قائم مقام کوئی نہیں۔ دوسری طرف ہزار ہا روپیہ جو مدرسہ کے لیے جاتا ہے پھر اس سے فائدہ کیا؟ جب کوئی تیار ہو جاتا ہے تو دنیا کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اصل غرض مفقود ہے۔ میں جانتا ہوں جب تک تبدیلی نہ ہوگی کچھ نہ ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کی جماعت روحانی سپاہیوں کے تیار کرنے والے تھے وہ نہیں رہے، دُور چلے گئے ہیں۔ ہمیں کیا غرض ہے کہ قدم بقدم ان لوگوں کے چلیں جو دنیا کے لیے چلتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 584)



فرمودات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے متعدّد خطبات جمعہ میں قضیۂ فلسطین اور فلسطینیوں کے حوالے سے احباب جماعت کو دعاؤں کی مسلسل تحریک فرمائی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد فرمایا:

''جیسا کہ میں کئی خطبوں سے فلسطینیوں کے لیے دعا کا ذکر کر رہا ہوں۔ آج بھی اسی بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ دعائیں جاری رکھیں۔ اب تو ظلم کی انتہا ہوتی جا رہی ہے۔ حماس سے جنگ کے نام پر معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں، بیماروں کو مارا جا رہا ہے۔ ہر قسم کے جنگی اصول وضوابط کو اس نام نہاد مہذب دنیا نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو بھی سمجھ دے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہتر، تہتر سال پہلے یہ تنبیہ کی تھی کہ مسلمانوں کو ایک ہونا چاہیے۔ اگر ایک نہ ہوئے تو وہ فیصلہ کریں کہ ایک ایک کر کے مرنا ہے۔ ایک ایک کر کے اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے یا ایک ہی وجود ہو کر اپنا ایک وجود برقرار رکھنا ہے اور باقی رہنا ہے۔ کاش کہ اب بھی یہ لوگ اس بات کو سمجھ جائیں اور ایک ہو جائیں!

حالت تو یہ ہے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ عمرہ پر جانے والوں کو کہا جا رہا ہے کہ وہاں جا کر فلسطین یا اسرائیل کی جنگ کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔ وہاں کی حکومت ویزہ دیتے ہوئے یہ ہدایت کرتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حکومت کی طرف سے، مسلمان حکومت کی طرف سے انتہائی بزدلی کا اظہار ہے۔ بہرحال عمرہ کی عبادت کا حق ادا کرنا چاہیے۔ اس دوران تو بہرحال کسی قسم کی ایسی باتیں نہیں ہوں گی لیکن مظلوم فلسطینیوں کے لیے دعا تو ضرور کرنی چاہیے اور جو جانے والے ہیں وہ کاش کہ ان دعاؤں کو بھی یاد رکھیں۔

مسلمان حکومتیں بھی آواز اٹھاتی ہیں آجکل تو بڑی کمزور آواز ہے۔ بعض آوازیں اٹھی ہیں۔ اس سے زیادہ زوردار آواز تو بعض غیر مسلم لوگوں اور سیاستدانوں اور حکومتوں نے اٹھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں بھی جرأت اور حکمت پیدا فرمائے۔ یو این کے سیکرٹری جنرل بھی اچھا بولتے ہیں آجکل تو وہ زیادہ اچھا بول رہے ہیں لیکن ان کی آواز کی لگتا ہے کوئی اہمیت نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ اس جنگ کے خاتمے کے بعد یا اگر یہ مزید پھیل گئی اور عالمی جنگ کی صورت اختیار کر لی تو یو این کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے۔ لگتا ہے کہ اب دنیا اپنی تباہی کو قریب تر لے کے آ رہی ہے اور اس تباہی کے بعد جو لوگ بچیں گے انہیں اللہ تعالیٰ عقل دے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کریں اور اس کی طرف لَوٹ کر آئیں۔ بہرحال ہمیں اس حوالے سے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا پر رحم فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ فرمودہ 17 نومبر 2023ء)

اداریہ

مکتوبِ فلسطین

مَیں وہ مقدّس خطۂ ارض ہوں جسے بے شمار انبیائے علیہم السلام اور کئی پاکیزہ بزرگ ہستیوں کے قدموں نے ایسی برکت بخشی کہ مجھے ارض مقدّس کے نام سے ہی موسوم کر دیا گیا۔ ان پاکیزہ وروحانی وجودوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنے پیروکاروں کو ظلم و زیادتی اور کبر وأنا کے ساتھ مجھ پر قابض ہو کر دوسروں کو محکوم بنا لینے کی تعلیم دی ہو۔ لیکن افسوس کہ انسانی سرشت میں موجود حاکمیت کے خمیر نے آنے والی نسلوں میں سے بعض پتھر دل شیطان صفت ذہنوں کو اپنے پیشواؤں کی پوتر تعلیمات کے بالکل برعکس تکبّر و فوقیت اور وسعت حاکمیت کے حصول کی ہوس نے ایسا اندھا کر دیا کہ وہ اپنے ہی جیسے انسانوں پر صرف اس لیے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے لگے کہ تا اُن کی زمین اور اُن کے وسائل پر قبضہ کر کے اُس ریاست کی تشکیل کا خواب پورا کر سکیں کہ جس کی پیشگوئی اُن کے روحانی پیشواؤں نے کی تھی۔ مگر افسوس کہ وہ اس وعدے کے پس پردہ حقیقت کو یکسر فراموش کر بیٹھے کہ یہ وعدہ تو عباد صالحین کے ساتھ تھا۔ یہ الٰہی بشارات تو اُن قوموں کے لیے تھیں کہ جن کے دل ایک طرف اپنے خالق حقیقی کی محبت میں سرشار تو دوسری جانب اُن کے اعمال انسانیت کی خدمت سے لبریز ہوں۔ اس حکمت کو نظر انداز کر دینے کے بعد لگ بھگ ایک صدی پر محیط ظلم و ستم کا جو سلسلہ اس ارض مقدّس پر جاری ہے، آج اس کی شدّت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اس کی حدّت و وسعت کے خوفناک نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے خدشہ ہے کہ کہیں عالمی امن کسی تیسری عالمگیر جنگ کی صورت اختیار نہ کر لے۔ اور ڈر ہے کہ کسی بڑی تباہی کے نتیجے میں اشرف المخلوقات کا ایک بڑا حصہ کہیں صفحۂ ہستی سے نابود نہ ہو جائے اور بنی نوع انسان کی تمام تر سائنسی ترقیات اور عقل و شعور کی حسیّات کہیں یکلخت قصۂ پارینہ نہ بن جائیں۔

قارئین محترم! ہمارے قابل صد احترام آقا اس تعلق میں اپنے خطبات میں دعاؤں کی مسلسل تحریک فرما رہے ہیں اور آج فلسطین میں نہتّے معصوموں پر ہونے والے مظالم پر آواز بلند کرتے ہوئے عالم اسلام کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلا رہے ہیں۔ اپنے آقا کے درد کو محسوس کرتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ آپ کے ارشاد کے مطابق اپنی ہر نماز میں ایک سجدہ اس حوالے سے دعا کے لیے مختص کر دیں۔ نیز اپنے دائرۂ اثر میں یہ احساس دلائیں کہ:

اوّل: ظلم کے نتیجے میں کبھی امن قائم نہیں ہوتا۔ ظلم کے نتیجے میں مزید ظلم ہی جنم لیتا ہے۔ ظلم کی مقدار کے کم یا زیادہ ہونے سے اُس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نفرت میں کمی نہیں کی جا سکتی۔ وہ فطری نفرت آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو بھی اپنا غلام بنائے رکھتی ہے۔ گویا ظلم کے نتیجے میں جنم لینے والے ظلم کا ایک لامتناہی سلسلہ اور نفرتوں کے سیلاب کے سوا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

دوم: اس وقت ارض فلسطین پر ظلم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اور حماس کے خلاف کارروائی کے نام پر عملاً مظلوم شہریوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے اُس پر دنیا بھر کے شرفاء بھی بلبلا اٹھے ہیں۔ ہر مذہب اور ہر طبقۂ فکر سے تعلق رکھنے والے بے شمار صاحبانِ عقل و شعور نے اس حوالے سے آواز اٹھائی ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ایسے چنیدہ افراد کے بیانات کی بھی تشہیر کریں کہ تا عوام کو احساس ہو سکے کہ آج جو ناحق ظلم اس مقدّس خطۂ ارض پر برپا ہے اس کا تعلق کسی مذہب سے نہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ دہشت گردی کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لیے ان واقعات کا تاریخی پس منظر اور ان کے نتیجے میں درپیش پُرخطر عواقب بھی ہمارے پیش نظر رہنے چاہئیں۔

سوم: دنیا بھر میں خدا کی زمین پر ناحق قبضے کی جس خواہش نے انسان کو اخلاقی اور روحانی پستیوں میں دھکیل کر ظلم پر مجبور کیا ہے اُس کی اصل وجہ وہ دولت ہے جس کے بل بوتے پر مجبور ذہنوں کے فیصلوں پر اثر انداز ہوا جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سی اہم سیاسی شخصیات اور سماجی طور پر با اثر ورسوخ

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

اختتامی خطاب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ، بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن

فرمودہ 08/ اکتوبر 2023ء

اپنی بیعت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے، اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے
اپنی ترجیح دین کو دنیا پر مقدّم کرنا بنالیں۔

آپ کا نام انصار اللہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں۔

یہی اصل خدمت اور فرض انصار اللہ کا ہے۔ خود بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ جب تک جماعت میں یہ روح پیدا رہے گی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ لوگوں کا تعلق رہے گا اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے رہیں گے۔

اگر ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں تو ہم خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کے مددگار نہیں بن رہے
بلکہ اس کو کمزور کرنے والے بن رہے ہیں۔

خود اپنے نمونے قائم نہیں کریں گے تو اولادیں کس طرح دین پر قائم ہوں گی۔
پھر اگر اولاد بگڑ جاتی ہے تو شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔

ہماری نمازیں رپورٹ فارم پُر کرنے کے لیے یا لوگوں کے دکھاوے کے لیے
یا رسمی طور پر نہیں ہونی چاہئیں بلکہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے ہونی چاہئیں۔
ایسی نمازیں ہی ہیں جو پھر پھل پھول لاتی ہیں۔

ہمیں بہت فکر کرنی چاہیے۔ ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لگایا ہے کہ ہم نے صرف اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح نہیں کرنی۔ صرف اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ہی توحید پر قائم نہیں کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے تابع نہیں رکھنا بلکہ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔

انصار کا ایک یہ بھی کام ہے کہ قرآن کریم کو تدبر اور غور سے پڑھیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور پھر اس کی تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔

اشاعتِ اسلام نیز نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لیے انصار سے لیا جانے والا تاریخی عہد

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آج انصاراللہ یوکے کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح فرانس اور امریکہ میں بھی اجتماع ہو رہا ہے اور ان کے اجتماع کا بھی آج آخری دن ہے، آخری سیشن ہے۔ شاید امریکہ کا نہ ہو لیکن بہرحال اِن کا آخری دن ہے۔ بہرحال کہیں اجتماع ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے اب ایم ٹی اے نے تمام دنیا کے احمدیوں کو اس طرح ایک کر دیا ہے کہ ان تقریبات میں احباب شامل ہوتے ہیں اور آج کی اس تقریب کو دنیا میں بہت سے انصار دیکھ اور سن رہے ہوں گے۔ پس یوکے کے انصار کے اجتماع کے ذریعے تمام دنیا کے انصار یہ تقریب دیکھ اور سن رہے ہیں اس لیے آج کی باتوں کے سبھی انصار مخاطب ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے انصار اللہ کی تنظیم کو شروع فرمایا تھا ایک موقع پر انصار کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ آپ کا نام انصار اللہ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے۔ پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کا زمانہ جوانی اور امنگ کا زمانہ ہوتا ہے اس لیے اس عمر کے افراد کا نام خدام الاحمدیہ رکھا گیا ہے تا کہ خدمت خلق کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں اور چالیس سال سے اوپر والوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا ہے اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے اور اگر وہ کہیں ملازم ہو تو ملازمت میں ترقی کر لیتا ہے اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے سرمائے سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔ پس آپ کا نام انصار اللہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں صرف کریں اور اپنے عمل سے بھی اور پیغام پہنچا کر بھی دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔ پس اس حقیقت کو ہر ناصر کو سمجھنا چاہیے کہ اس نے اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔ باجماعت نماز کی طرف توجہ دینی ہے۔ گھروں میں اپنی اولاد کے سامنے اپنی عبادت کے معیار کے نمونے قائم کرنے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دی ہے کہ ان کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنی

اولاد کو ہمیشہ نماز کی تلقین کرتے رہتے تھے اور یہی اصل خدمت اور انصار اللہ کا فرض ہے۔خود بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔جب تک جماعت میں یہ روح پیدا رہے گی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ لوگوں کا تعلق رہے گا اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے رہیں گے۔خدا تعالیٰ کے فرشتوں سے بھی تعلق قائم رہے گا۔اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم رہے گا اور نتیجۃً جماعت بھی زندہ رہے گی۔

(ماخوذ از مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 355–356)

پس اگر ہم اپنی زندگی اور اپنی اولاد کی زندگی چاہتے ہیں، اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا چاہتے ہیں تو اس طرف خاص توجہ دینی ہوگی ورنہ ہمارا نعرہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا کھوکھلا نعرہ ہے۔

اگر ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں تو ہم خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کے مددگار نہیں بن رہے بلکہ اس کو کمزور کرنے والے بن رہے ہیں۔

پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔اپنی نمازوں اور ذکر الٰہی کے معیار کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ہر جگہ آپ یہ جائزہ لے لیں۔انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دینی چاہیے لیکن اس جائزے میں آپ کے سامنے یہ بات آجائے گی کہ ہماری حالت میں بہت کمزوری ہے۔

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے، اس بات پر بیعت کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کریں گے۔شیطان کی حکومت کو دنیا سے مٹائیں گے۔دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو کیا پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں اور فرائض جو ہمارے ذمے ڈالے گئے ہیں ان پر عمل کیے بغیر ہم یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! پس اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔آپ علیہ السلام نے ایک موقعے پر فرمایا:
''نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔اس لیے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کرلو۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 263 ایڈیشن 1984ء)

پس ایسے لوگ جو بعض دفعہ میرے پاس بھی آتے ہیں اور آ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ پانچ نمازیں پڑھیں لیکن چھوٹ جاتی ہیں۔ان کو بہت فکر کی ضرورت ہے۔خود اپنے نمونے قائم نہیں کریں گے تو اولادیں کس طرح دین پر قائم ہوں گی۔پھر اگر اولاد بگڑ جاتی ہے تو شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لیے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔'' آپؑ نے فرمایا کہ ''...پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 162 ایڈیشن 1984ء)

پس ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ایک سوز اور رقّت سے اس سے دعائیں مانگیں تو پھر ایسی حالت پیدا ہو جائے گی کہ نمازوں سے غفلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔اور پھر جب یہ حالت ہوگی تو ہم عملی طور پر ان لوگوں کے سوال کا جواب دینے والے ہو جائیں گے جو کہتے ہیں کہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور پھر بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔وہ نمازیں پڑھتے ہیں تو صرف ایک خانہ پُری کے لیے۔ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت رکھے بغیر اور نماز کا حق ادا کیے بغیر نماز پڑھتے ہیں اور برائیوں میں مبتلا ہیں یا دوسروں کا حق ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے خود کہہ دیا ہے کہ ان کی نمازیں ان کے لیے ہلاکت ہیں اور ان کے منہ پر ماری جاتی ہیں۔پس ہماری نمازیں رپورٹ فارم پُر کرنے کے لیے یا لوگوں کے دکھاوے کے لیے یا رسمی طور پر نہیں ہونی چاہئیں بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے ہونی چاہئیں۔ایسی نمازیں ہی ہیں جو پھر پھل پھول لاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔پس ان حسنات کو اور

لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔'' آپؑ نے فرمایا: اس طرح دعا کرو کہ جو صدیقوں اور محسنوں کی نماز ہے وہ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ فرمایا کہ ''یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں'' فرمایا کہ ''اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے'' اس لیے حسنات نام رکھا ہے، صلوٰۃ نہیں رکھا'' کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 163 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ نمازیں ہیں جو ہمیں پڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ وہ نمازیں ہیں جو اگر ہم پڑھیں گے تو جہاں اپنے آپ کو برائیوں سے دُور کر کے خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کرنے والے بن جائیں گے وہاں اپنی اولادوں کا بھی زندہ خدا سے تعلق پیدا کرنے والے بن جائیں گے، اس کا ذریعہ بن جائیں گے اور یوں اپنی نسلوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے، انہیں بھی برائیوں سے بچانے والے ہوں گے، ان کے اندر بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح پیدا کرنے والے ہوں گے اور دین کے حقیقی انصار کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

نماز کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یوں نصیحت فرمائی۔ فرمایا کہ ''جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی''۔ فرمایا ''اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہوسکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں'' نماز میں لذت اور سرور اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک بُرے ارادے اور ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوجائیں، جل کے خاک نہ ہوجائیں۔ ''انانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آجائے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیتِ کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔'' پس اپنی انانیت کو، اپنے تکبر کو، اپنے ناپاک منصوبوں کو، اپنے غلط خیالات کو دلوں میں سے نکالو گے تو پھر ہی نمازوں کی طرف بھی صحیح توجہ پیدا ہوگی اور جب ایسی نمازیں ہوں گی تو پھر خود بخود انسان کی تربیت بھی ہوتی چلی جائے گی۔ فرمایا: ''میں تمہیں پھر بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170 ایڈیشن 1984ء)

صرف عملی حرکتیں نہیں۔ نماز کی حالتوں میں سجدہ کرنا، کھڑے ہونا، بیٹھنا، یہی باتیں نہ ہوں، صرف زبان سے سورت فاتحہ یا آیات اور دعائیں نہ ہو رہی ہوں بلکہ روح سے یہ عمل ظاہر ہو رہے ہوں تب یہ نمازیں حقیقی نمازیں ہوں گی۔ پس یہ وہ اہم کام ہے جس کو انصار اللہ کو سب سے زیادہ مقدم رکھنا چاہیے۔ اگر ہماری عبادتیں اور نمازیں اللہ تعالیٰ کے معیار کے مطابق نہیں ہیں تو ہمارا اللہ تعالیٰ کے انصار ہونے کا دعویٰ کھوکھلا دعویٰ ہے۔

پس جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا انصار اللہ کو سب سے پہلے اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں اور اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر ہی اللہ تعالیٰ وہ حالات بھی پیدا فرمائے گا جو انقلابات لاتے ہیں اور انصار کی دعائیں اور عملی حالتیں تبلیغ کے لیے بھی نئے راستے کھولیں گی۔ اور عملی حالتوں کے لیے ان تمام باتوں کا نمونہ بننے کی ضرورت ہے جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت سے توقع کی ہے اور نصائح فرمائی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ''ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔'' پس ہر لحاظ سے یہ نمونے قائم کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''... اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو۔'' خوفزدہ رہو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرو'' اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔'' اپنے اندر عاجزی انکساری پیدا کرو۔ ''کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 9 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے قول وفعل ایک ہونے چاہئیں۔ فرماتے ہیں: ’’اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول وفعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول وفعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔‘‘ فرمایا: ’’جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا... پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے‘‘ فرمایا کہ ’’اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔‘‘ فرمایا: ’’بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟‘‘ اتنی رونے اور زاری کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 11 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی مخفی شرائط ہوں اگر وہ پوری نہ کی جائیں۔ اس لیے ان کو پورا کرنے کے لیے دعا ضروری ہے۔

پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ انصار جنہوں نے یہ عہد بھی کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں کو بھی دین سے جوڑے رکھیں گے ان کو ہر وقت اس فکر میں رہنا چاہیے کہ اپنے ایسے نمونے قائم کریں جو عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار ظاہر کرنے والے ہوں اور عملی حالتوں کے بھی اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں تاکہ ہم اپنے بیوی بچوں کے لیے نمونہ ہوں۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو انذار فرمایا ہے وہ دل کو ہلا دینے والا ہے۔ پس ہمیں بہت فکر کرنی چاہیے۔ ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لگایا ہے کہ ہم نے صرف اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح نہیں کرنی۔ صرف اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ہی توحید پر قائم نہیں کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے تابع نہیں رکھنا بلکہ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔

پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے اور مختلف موقعوں پر جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں اس کی جگالی کرتے رہنا چاہیے، اس کو یاد رکھنا چاہیے۔ اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے تبھی ہم کامیاب انصار بن سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو‘‘ ہمیشہ کی، دونوں جہان کی فلاح پاؤ ’’اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔‘‘ پس عقل استعمال کرو اور عقل آتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ جو حقیقی عقل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور اس عقل کو حاصل کرنے کے لیے کلام الٰہی یعنی قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کو سمجھنا اور اس کی ہدایات پر چلنا ضروری ہے اور پھر ساتھ ہی فرمایا کہ عملی حالتیں بھی اپنے اندر پیدا کرو۔ تمہارے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں۔ فرمایا ’’تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67 ایڈیشن 1984ء)

یہ باتیں ہوں گی تو پھر کامیابی ہو جائے گی۔ صرف دعوے نہیں، صرف کھوکھلے نعرے نہیں۔ پس اگر ہم نے دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنا ہے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور جس کے لیے ہم آپ علیہ السلام کی بیعت میں آئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانا۔ تو اپنے دلوں کو پاکیزہ بنانا ہوگا اور دلوں کی پاکیزگی کے لیے تقویٰ ضروری ہے اور تقویٰ کے راستے تلاش کرنے کے لیے قرآن کریم کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔

پس انصار کا ایک یہ بھی کام ہے کہ قرآن کریم کو تدبر اور غور سے پڑھیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور پھر اس کی تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ’’تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67 ایڈیشن 1984ء)

پس اگر یہ دعویٰ ہے کہ ہم اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرائیں گے تو پھر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہمارا سب سے اوّل کام ہے۔ اور جب ہم یہ کریں

گے تو ہمارے قول و فعل ایک ہوں گے اور کامیابیاں ہمیں حاصل ہوں گی۔

آپؑ نے فرمایا کہ ”اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو۔“ اس کے محفوظ قلعے میں آسکو ”اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 77 ایڈیشن 1984ء)

پس آپ علیہ السلام کے اس ارشاد کو بھی ہمیں بہت توجہ سے ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے کہ اگر اسلام کی حمایت اور خدمت کا شرف حاصل کرنا ہے۔ یہ اعزاز حاصل کرنا ہے کہ ہم اسلام کے خادم بنیں، اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ اعزاز حاصل کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرائیں، اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ شرف حاصل کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کریں۔ اور یہ بہت عظیم کام ہے تو پھر اس اعزاز اور شرف کو حاصل کرنے کی شرط تقویٰ ہے۔ اور جب تقویٰ پیدا ہو جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی نظر میں یقیناً اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ انصار اللہ کہلائیں اور دنیا میں توحید کے پھیلانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت و تبلیغ میں اپنا کردار ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں۔

پھر یہ بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ اس بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کرے لیکن انصار اللہ کو سب سے زیادہ اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ وہ آپ کے مشن کو پورا کرے گا۔ آپ کی دعاؤں کو سنے گا اور آپ کے ذریعہ سے تکمیل اشاعت اسلام ہو گی۔ ہم خوش قسمت ہوں گے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس وعدے سے فیض اٹھانے والے بنیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان فیض اٹھانے والوں اور فتح حاصل کرنے والوں کے لیے جو شرط رکھی ہے وہ تقویٰ ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایک موقعے پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”یہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقایق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔“ حقائق و معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی ”اس لیے تقویٰ اختیار کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:129)“ یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔ فرمایا ”اور میں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔“ پس ”فتح چاہتے ہو تو متقی بنو۔ اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو یاد رکھو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح چاہتے ہو تو متقی بنو۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 232 ایڈیشن 1984ء)

پس فتح تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنی ہے ان شاء اللہ۔ اگر ہم نے اس فتح کا حصہ بننا ہے تو ہمیں تقویٰ پر چلنا ہو گا۔ اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہو گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ”فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو۔ اس لیے ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔“ اعمال اور اخلاق میں ترقی بھی خدا کو خوش کرنے کے لیے ضروری ہے اور یہی تقویٰ ہے۔ تقویٰ اختیار کریں ”تا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پھر خدا کی مدد کو لے کر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 233 ایڈیشن 1984ء)

خدا تعالیٰ کے جلال کو ظاہر کرنا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے دنیا میں۔ اس کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ پس آج ہر ناصر کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے اور اس کے جلال کو ظاہر کرنے کے لیے اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بلند کرے گا، ان لوگوں میں شامل ہو گا جو دنیا کے لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور جو دنیا کی غلاظتوں میں گھرے ہوئے ہیں انہیں احسان کرتے ہوئے غلاظتوں سے باہر نکالتے ہیں اور جب اس بات کا ہم عہد کریں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور دنیا میں توحید قائم کرنی

ہے، اسلام کے پیغام کو ہر شخص تک پہنچانا ہے تو پھر خود ہمیں کس فکر کے ساتھ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہوگی، ہمیں خود کس قدر تقویٰ پر چلنے کی ضرورت ہوگی، ہمیں گھروں میں اپنے بیوی بچوں کو کس قدر توحید پر چلانے کے لیے اپنے عملی نمونوں کی ضرورت ہوگی، ہمیں کس فکر کے ساتھ اپنی نمازوں کو سنوارنے کی ضرورت ہوگی، کس فکر سے تعلق باللہ کے معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہوگی۔ چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والا عاقل بالغ خود اس بات کا جائزہ لے سکتا ہے جو باتیں میں نے کہی ہیں۔ پس اگر ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اپنی ترجیحات کو دنیا کے گرد گھمانے کی بجائے اپنی بیعت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی ترجیح دین کو دنیا پر مقدم کرنا بنا لیں۔

گذشتہ ہفتہ میں نے خدام الاحمدیہ سے عہد لیا تھا اور جیسا کہ میں نے شروع میں بیان کیا خدام کا کام تو زیادہ خدمت خلق تھا جوان کے ذمہ لگایا گیا تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد کی گئی لیکن یہ انصار اللہ کی بھی ذمہ داری ہے اور جو لوگ عمر کے لحاظ سے انتہائی تجربہ اور بالغ سوچ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ یہ زیادہ بڑی ذمہ داری ہے آپ کی کہ اس کام کو سرانجام دیں اور اپنے انصار اللہ ہونے کے نام کی لاج رکھیں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ یہ ہوگا تو تبھی ہم کامیاب ہوں گے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ عہد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کا میں نے ذکر کیا جب خدام الاحمدیہ سے لیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ انصار اللہ میں بھی دہرایا جائے اور ہر موقع پر دہرایا جائے۔ پہلے مجھے خیال آیا تھا دہرانے کا پھر میں نے سوچا کہ پچھلے ہفتے دہرا دیا ہے اس لیے ضرورت نہیں ہے لیکن کل ہی مجھے صدر انصار اللہ پاکستان کا یہ پیغام آیا کہ انصار اللہ کو بھی حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش اور ارشاد کے پیش نظر یہ عہد دہرانا چاہیے۔ سو اس لیے میرا خیال ہے کہ میں آج بھی یہ عہد دہرا دوں۔ اس لیے تمام انصار کھڑے ہو جائیں۔

''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسولؐ کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لیے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ آمین۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔ اَللّٰھُمَّ آمین''

(خدام الاحمدیہ کے نام روح پرور پیغام، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 472)

اب انگریزی دان لوگوں کے لیے مَیں انگلش میں بھی دہرا دوں کیونکہ امریکہ میں بھی انگریزی بولنے والوں کی کچھ زیادہ نسبت ہے۔ کچھ یہاں بھی ہیں۔

''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

I bear witness that there is none worthy of worship except Allah. He is One and has no partner. And I bear witness that Muhammad(صلّی اللہ علیہ وسلّم)is His servant and Messenger.

I swear by Allah and proclaim that I will always endeavour to convey and propagate the teachings of Islam Ahmadiyyat and the blessed name of Holy Prophet(صلّی اللہ علیہ وسلّم) to the corners of the earth until my dying breath. And for

the sake of fulfilling this most sacred obligation, I shall forever keep my life devoted to the service of Allah the Almighty and His Messenger(صلّی اللہ علیہ وسلّم).

I shall give every possible sacrifice, no matter how heavy its burden, in order for the blessed flag of Islam to be raised aloft in every nation until the end of time. I also solemnly pledge to strive, with unyielding conviction, to protect and strengthen the institution of Khilafat until my last breath. And I shall also always urge my progeny to remain firmly attached to Khilafat and to seek its blessings so that Khilafat-e-Ahmadiyya may remain protected until the end of time. And so that, through the Ahmadiyya Muslim Community, the propagation of Islam may continue until the Last Day. And so that the flag of the Holy Prophet Muhammad(صلّی اللہ علیہ وسلّم) may be raised far higher than any other flag in this world.

O God, enable me to fulfil this pledge

اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین

(بیٹھیں۔تشریف رکھیں)

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عہد بھی پورا کرنے کی ہمیشہ توفیق دے اور اس کی طرف توجہ بھی رہے۔آمین۔اب دعا کرلیں۔

(دعا کے بعد حضورِ انور نے فرمایا:) صدر صاحب کی اطلاع کے مطابق اجتماع پر انصار کی حاضری 3 ہزار 430 ہے اور guests 138 ہیں۔ٹوٹل 3568 ہے۔انصار اللہ کو اس حاضری کو بھی بہتر کرنا چاہیے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(مطبوعہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن 25 رنومبر 2023ء)

بقیہ از صفحہ نمبر 6

اداریہ: مکتوب فلسطین

رکھنے والے افراد جب کسی ایسے پلیٹ فارم پر موجود ہوتے ہیں جہاں اُن کے اظہار رائے کے نتیجے میں اُن کے علاقائی، قومی یا ذاتی معاملات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور اُن کی ذاتی زندگیوں کی آسائش متأثر ہوسکتی ہو تو پھر وہی حقیقت شناس ہر قسم کی سچائی کو بالائے طاق رکھ کر کسی خفیہ مصلحت یا خودساختہ حکمت کے نام پر اپنی رائے کو سیاسی پردوں میں لپیٹ کر پیش کرتے ہیں یا اپنے بیانات کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ گویا اُن کا رازق آسمان کا خدا نہیں ہے بلکہ اُن کے افعال اب ایسے زمینی خداؤں کے نرغے میں ہیں جنہوں نے اُن کے جسموں اور ذہنوں کے ساتھ ساتھ عقل و شعور میں موجود عدل و اخلاق کے پیمانوں کو بھی اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔

الغرض یہ دَور حضرت اقدس مسیح الزماں علیہ السلام کے غلاموں سے ایک ایسے جہاد کا متقاضی ہے جو حضرت امیر المومنین کے نقش قدم پر چل کر انسان کو اُس جہنم میں گرنے سے بچا سکتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنی دنیا و عاقبت برباد کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ مظلوم کی مدد تو بہر حال کرنی ہے لیکن ظالم کی مدد بھی کرنی ہے، اُس کا وہ ہاتھ روک کر جس سے وہ ظلم و فساد کا بازار گرم کرتے ہوئے اپنی متکبرانہ اَناؤں اور نام نہاد ذہنی برتری کی تسکین کر رہا ہے۔

اے ہمارے ربّ! ہم پر رحم کی نظر کر، ظالموں کا ہاتھ روک کر مظلوموں کو نجات دے اور بنی نوع انسان کو وہ شعور عطا کر کہ وہ تیرے بھیجے ہوئے پیغامبر اور اس کے واسطہ سے صادر تیری تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر تیرے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردے۔آمین

(محمود احمد ملک)

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے چالیسویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا برطانیہ اور چند دیگر مما لک کے اجتماعات سے بیک وقت براہ راست اختتامی خطاب ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے توسّط سے دنیا بھر میں نشر کیا گیا

انصار سے (اردو اور انگریزی میں) لیا جانے والا تاریخی عہد

علمائے سلسلہ کی تربیتی تقاریر۔ چیرٹی معلوماتی پروگرام۔

3ہزار430/انصار سمیت کُل3568/افراد کی شمولیت

(رپورٹ: محمود احمد ملک + محمد اسحاق ناصر)

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا چالیسواں سالانہ اجتماع مورخہ 7,6 اور 8/اکتوبر 2023ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مسجد بیت الفتوح مورڈن کے احاطہ میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں بنفسِ نفیس رونق افروز ہوئے اور اردو زبان میں بصیرت افروز اختتامی خطاب فرمایا۔ یہ خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے توسّط سے پوری دنیا میں براہ راست سنا اور دیکھا گیا۔ یاد رہے کہ مجلس انصار اللہ امریکہ اور فرانس نے بھی ان ہی ایام میں اپنے اجتماعات کا انعقاد کیا اور آج کے اختتامی اجلاس میں آن لائن شمولیت اختیار کی۔ چنانچہ ایم ٹی اے کی سکرین پر برطانیہ کے علاوہ امریکہ اور فرانس سے بھی مجلس انصار اللہ کے اجتماع کے مناظر دکھائے جاتے رہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی چار بج کر سات منٹ پر مسجد بیت الفتوح کے احاطے میں تشریف آوری ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ، مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب ناظم اعلیٰ اجتماع و نائب صدر صف دوم اور محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ برطانیہ نے حضور پُرنور کا استقبال کیا۔ بعد ازاں مسجد بیت الفتوح کے صحن میں مختلف گروپس کی صورت میں حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی گئی۔ ان میں زعماء مجالس، نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ، ریجنل ناظمینِ اعلیٰ، عَلَمِ انعامی حاصل کرنے والی مجلس Dudley کی عاملہ، بہترین ریجن قرار پانے والے بیت الفتوح ریجن کی عاملہ اور اجتماع کمیٹی کے گروپس شامل تھے۔

قریباً سوا چار بجے حضورِ انور مسجد بیت الفتوح میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد چار بج کر ۵۵ منٹ پر حضور انور پُرجوش نعروں کی گونج میں طاہر ہال میں داخل ہوئے اور کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ طیب احمد صاحب نے سوۃ الجمعۃ کی پہلی پانچ آیات کی تلاوت اور ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں حضور انور کی اقتدا میں تمام شاملین نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد مکرم منیر عودہ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ　　یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ

میں سے منتخب اشعار پیش کیے۔ ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم ٹومی کالون صاحب کو پیش کرنے کی سعادت ملی۔ بعد ازاں مکرم عمر شریف صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اردو منظوم کلام بعنوان "شانِ اسلام" میں سے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کیے۔ ان اشعار کا آغاز درج ذیل شعر سے ہوا:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ، دلبر مِرا یہی ہے

بعد ازاں ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے سالانہ اجتماع کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجلس انصار اللہ برطانیہ بہت خوش قسمت ہے کہ حضور انور نے ایک مرتبہ پھر ہمارے اجتماع کو اپنی تشریف آوری کے ساتھ رونق بخشی۔ خاکسار مجلس انصار اللہ کی طرف سے حضور انور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے کہ حضور انور نے ہماری کمزوریوں کے باوجود ہم پر یہ خاص شفقت فرمائی اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

مکرم صدر صاحب نے رپورٹ میں بتایا کہ امسال ہمارے اجتماع کا مرکزی عنوان 'حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے اغراض و مقاصد' تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال ۱۴۵ مجالس میں سے ۱۳۲/مجالس اور تمام ۱۸/ریجنز نے اپنے مقامی اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق پائی۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ نیشنل اجتماع کے تینوں دن باجماعت نمازوں کے علاوہ نماز تہجد اور درس القرآن کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اجتماع کا افتتاح جمعہ کے روز مکرم امیر صاحب نے ساڑھے چار بجے کیا۔ اجتماع کے دوران علمائے سلسلہ نے مختلف عناوین پر مؤثر سیر حاصل تقاریر کیں جنہوں نے اپنی تقاریر میں

خلافت کی برکات بھی بیان کیں۔علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ کئی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا جن میں سائیکلنگ کی اہمیت اور اس کے فوائد،صحت مند طرزِ زندگی، رشتہ ناطہ، مالی قربانی کی اہمیت اور قرآن کریم میں بیان شدہ پیشگوئیاں اور سائنسی نکات وغیرہ شامل تھے۔اسی طرح ناصر ہال میں مختلف قسم کی نمائشیں بھی لگائی گئی تھیں۔اس کے علاوہ انصاراللہ کی دلچسپی کے لیے پینل ڈسکشن پروگرام بھی منعقد کیے گئے جو'بعثت حضرت مسیح موعودؑ اور ہماری ذمہ داریاں'،'مجلس انصاراللہ یو کے کے خدمت انسانیت کے پروجیکٹس' اور'جماعت کا پیغام پھیلانے میں چیریٹی واک کا کردار' کے عناوین پر تھے۔

مکرم صدر صاحب نے ناظمِ اعلیٰ اجتماع مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب اور ان کی ٹیم کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بھر پور محنت اور لگن کے ساتھ اس اجتماع کو کامیاب بنایا۔نیز مکرم امیر صاحب یو کے اور مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ کا بھی ان کے بھر پور تعاون پر شکریہ ادا کیا۔آخر پر مجلس انصاراللہ یو کے کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کی منشائے مبارک کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بعد ازاں مکرم محمد محمود خان صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ برطانیہ نے امسال مجلس انصاراللہ برطانیہ میں بہترین قرار پانے والی قیادت Dudley کے علم انعامی حاصل کرنے کا اعزاز پانے کا اعلان کیا اور مذکورہ مجلس کے قائد اور دیگر منتظمین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے علم انعامی وصول کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا آغاز ۵ بج کر ۲۳ منٹ پر ہوا اور ۶ بج کر ۴ منٹ تک جاری رہا۔ اپنے خطاب کے اختتام سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گذشتہ ہفتہ(اجتماع کے موقع پر) میں نے خدام سے عہد لیا تھا۔خدام الاحمدیہ کے ذمہ اوّل تو خدمت خلق کا کام دیا گیا تھا لیکن بعد میں ان سے تبلیغ اسلام کی خدمت بھی لی گئی لیکن اصل میں تو یہ کام انصار اللہ کا بھی ہے اس لیے یہ عہد اب میں دوبارہ صدر صاحب انصاراللہ پاکستان کی تجویز پر کہ حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش تھی کہ ہر موقع پر یہ عہد دہرایا جائے اب دوبارہ دہرا رہا ہوں۔بعد ازاں حضور انور نے اردو اور پھر انگریزی میں یہ عہد دہرایا اور دعا کی کہ اللہ ہمیں یہ عہد بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اس کے بعد حضورِ انور نے دعا کروائی۔بعد ازاں حاضری کے حوالے سے فرمایا کہ صدر صاحب کی اطلاع کے مطابق اجتماع پر انصار کی حاضری ۴۳۰ ۳ رہے جبکہ ۱۳۸ مہمانان ہیں۔کُل حاضری ۵۶۸ ۳ رہے۔حضورِ انور نے اس حاضری کو مزید بہتر کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا مکمل متن اسی شمارے کی زینت بنایا جا رہا ہے۔

مورخہ 6 را کتوبر بروز جمعۃ المبارک شام 04:30 بجے پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی اور مکرم امیر صاحب یو کے اور مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ نے لوائے انصاراللہ اور برطانیہ کا قومی پرچم لہرایا اور دعا کروائی۔اس کے معاً بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر یو کے کی صدارت میں افتتاحی اجلاس کی کارروائی شروع ہوگئی۔تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ مکرم چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب کی اقتدا میں انصار نے اپنا عہد دہرایا جس کے بعد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ترنم سے پیش کیا گیا۔بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر کی اور دعا کروائی۔

پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نائب صدر صف دوم کی صدارت میں عمل میں آئی۔تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم وسیم احمد فضل صاحب مربی سلسلہ نے ''وقت تھا وقت مسیحا، نہ کسی اَور کا وقت'' کے موضوع پر اردو تقریر کی۔ مکرم ڈاکٹر عزیز حفیظ صاحب چیئر مین ہیومینٹی فرسٹ برطانیہ نے''حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت خلق'' (Promised Messiah's services to Humanity) کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اعلانات کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ سات بجے شام مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کی گئیں جس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔اور اس طرح اجتماع کی پہلے روز کی کارروائی بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

اجتماع کے دوسرے روز 7 را کتوبر بروز ہفتہ دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے کیا گیا جس کے بعد نماز فجر ادا کی گئی اور درس ہوا۔صبح 7:30 بجے ناشتہ پیش کیا گیا۔دس بجے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔بعد ازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد عمل میں آیا۔علمی مقابلہ جات طاہر ہال اور مسجد بیت الفتوح کے مختلف حصوں کے علاوہ مسجد کے مرکزی ہال میں بھی منعقد ہوئے جبکہ ورزشی مقابلہ جات مسجد بیت الفتوح کے بالمقابل گراؤنڈ میں ہوئے۔مقابلہ جات میں انصار نے کثیر تعداد میں ذوق وشوق سے حصہ لیا۔علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم، حفظ قصیدہ، اردو اور انگریزی تیار شدہ و فی البدیہ تقریر کے مقابلہ جات شامل تھے۔اس کے علاوہ پیغام رسانی کا مقابلہ بھی ہوا۔ جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں فٹ بال، والی بال، رسہ کشی، کلائی پکڑنا صف اول وصف دوم، سومیٹر اور پچاس میٹر کی دوڑ صف اول اور صف دوم شامل تھے۔اسی طرح Strongman اور Skill test کے مقابلہ جات بھی صف اول اور صف دوم کے انصار کے لیے علیحدہ علیحدہ منعقد ہوئے۔

اسی دوران مختلف جگہوں پر متعدد مفید ورکشاپس کا بھی انتظام کیا گیا تھا جن میں مالی قربانی کی اہمیت، رشتہ ناطہ، چھوٹے پیمانے پر کاروبار کیسے شروع کیا جاسکتا ہے؟، قرآن مجید میں مذکور پیش گوئیاں اور سائنسی حقائق، ذیابیطس کے مرض کے متعلق مفید معلومات اور صحت مند زندگی گزارنے کے لیے راہنمائی وغیرہ شامل تھے۔تبلیغ اور چیریٹی واک سے متعلق نمائشیں بھی لگائی گئی تھیں۔نیز ہیومینٹی فرسٹ برطانیہ نے بھی اپنی نمائش کا انتظام ناصر ہال میں کیا ہوا تھا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد دو بجے نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں جس کے بعد مکرم چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور اس ترجمہ سے تیسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد مکرم صدر صاحب نے براعظم افریقہ میں قربانیوں کی تاریخ کے موضوع پر ایمان افروز تقریر کی جس میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ شہید اور ماضی قریب میں برکینا فاسو کے شہداء کی عظیم قربانیوں کا ذکر کیا۔

اس کے بعد انسانیت کی بھلائی کے لیے مجلس انصار اللہ برطانیہ کی طرف

سے جاری منصوبہ جات کے عنوان پر ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ شرکاء میں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کے علاوہ مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب نائب صدر اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نائب صدر صف دوم شامل تھے۔ مکرم اوکا شاسامی صاحب نے میزبانی کے فرائض ادا کیے۔ اس کے بعد مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب چیئرمین چیریٹی واک نے مغربی معاشرہ میں چیریٹی واک کے مثبت اثرات کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدازاں انسانیت کی بھلائی کے لیے مجلس انصاراللہ برطانیہ کی طرف سے جاری منصوبوں کے حوالے سے ایک اَور مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس کے شرکاء میں مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر یوکے کے علاوہ مکرم چودھری اعجاز الرحمان صاحب صدر مجلس انصاراللہ، مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب چیئرمین چیریٹی واک، مکرم مبشر احمد صدیقی صاحب اور مکرم عبدالمنان اظہر صاحب شامل تھے۔ میزبانی کے فرائض مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب نے ادا کیے۔ اس مذاکرہ کے فوراً بعد تلاوت قرآن کریم سے چوتھے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن نے کی۔ اس اجلاس میں پہلی تقریر بعنوان ''ذکرِ حبیبؑ'' مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب مربی سلسلہ کی تھی۔ پھر مکرم ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ یوکے نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول ﷺ'' کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ بعدازاں تقسیم انعامات کی کارروائی عمل میں آئی۔

نماز مغرب وعشاء سات بجے ادا کی گئیں جس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

مؤرخہ 8؍اکتوبر بروز اتوار صبح ساڑھے دس بجے سالانہ اجتماع کے پانچویں اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد ''بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس کے شرکاء میں مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن اور مکرم ظہیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔ مکرم منصور احمد ضیاء صاحب مربی سلسلہ نے اس مذاکرہ میں میزبان کے فرائض ادا کیے۔ تینوں علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد آپ کے صحابہ نے اپنی زندگیوں میں جو پاک تبدیلیاں پیدا کیں، ان کے ایمان افروز واقعات بیان کیے اور انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات بھی پیش کیے گئے۔ بعدازں ''برکات خلافت — ذاتی مشاہدات وتجربات'' کے موضوع پر مکرم عابد وحید خان صاحب مرکزی پریس سیکرٹری نے انگریزی میں تقریر کی۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے کی اور خلافت کے حوالے سے اپنے ایمان افروز مشاہدات بھی بیان کیے۔ تقسیم انعامات کی تقریب کے بعد مکرم چودھری اعجاز الرحمان صاحب صدر مجلس انصاراللہ نے انصار سے خطاب کیا جس کے بعد اجتماع کا پانچواں اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اس سال کے آغاز پر ہی مکرم صدر صاحب انصاراللہ نے مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کو ناظم اعلیٰ اجتماع مقرر کر دیا تھا جنہوں نے سات نائب ناظمین اعلیٰ اور متعدد ایڈیشنل نائب ناظمین اعلیٰ پر مشتمل اجتماع کمیٹی بنائی اور تمام شعبہ جات کے ناظمین بھی مقرر کئے اور کئی ماہ تک اجتماع کی تیاری کی گئی۔ الحمدللہ مجلس انصاراللہ کو ایک اَور کامیاب اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

مسجد بیت الفتوح کے نور ہال میں انصار کے لیے رہائش کا وسیع انتظام کیا گیا تھا۔ اجتماع کے تینوں دن تمام انصار کے لیے کھانے کا بہت عمدہ انتظام موجود تھا نیز کھانے کا معیار بہت اعلیٰ تھا۔ اجتماع کے دوران ابتدائی طبی امداد کے لیے ہمہ وقت اطباء موجود رہے۔ نیز ہومیوپیتھی ڈسپنسری میں بھی ہمہ وقت خدمت خلق جاری رہی۔ اللہ تعالیٰ رضاکارانہ خدمت کی توفیق پانے والے تمام افراد کو جزائے خیر سے نوازے اور شاملین اجتماع کی زندگیوں میں ان بابرکت ایّام کے ثمرات بھی ہمیشہ جاری رہیں۔ آمین

بقیہ از صفحہ نمبر 20

انصاراللہ اور دعوت الی اللہ

مشن ہی دین اسلام کی تجدید اور سیرت طیبہ ﷺ کو عملی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا، فرماتے ہیں کہ ''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 391)

دعوتِ الی اللہ کے میدان میں ایک کامیاب داعی الی اللہ بننے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات پر پورا اُترنے کے لیے ہمیں بھی ابھی سے تیار ہونا پڑے گا۔ سب سے پہلے اپنے نفسانی خیالات کو پاکیزہ کرنا ہوگا اور پھر اپنے گھر کے ماحول میں موجود برائیوں کا سدباب کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح نیک اور صاف ستھرے ساتھیوں کی صحبت حاصل کرنا ہوگی۔ یہی وہ وقت ہے کہ جب ہمیں اپنے اخلاق اور ماحول کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''ہر احمدی بلا استثناء مبلغ بنے۔ وہ وقت گزر گیا کہ جب چند مبلغین پر انحصار کیا جاتا تھا۔ اب تو بچوں کو بھی مبلغ بننا پڑے گا۔ بوڑھوں کو بھی داعی الی اللہ بننا پڑے گا، یہاں تک کہ بستر میں لیٹے ہوئے بیماروں کو بھی داعی الی اللہ بننا پڑے گا اور کچھ نہیں تو وہ دعاؤں کے ذریعے ہی دعوت الی اللہ کے جہاد میں شامل ہو سکتے ہیں۔'' (خطبہ جمعہ ۴ مارچ ۱۹۸۳ء)

تبلیغ احمدیت دنیا میں کام اپنا
دارُالعمل ہے گویا عالم تمام اپنا

انصاراللہ کی اس سلسلہ میں بہت ہی اہم ذمہ داری ہے۔ دراصل انصاراللہ کی زندگی کا مقصد ہی دعوت الی اللہ ہے۔ اس کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہم خود دعوت الی اللہ کے کامیاب مجاہد ہوں بلکہ ہم نے آئندہ کے لیے اپنی اولادوں اور افراد جماعت کو اس اہم کام کے لیے تیار کرنا ہے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد پورا کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام انصار کو بہترین داعی الی اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اُس کے حضور اچھے پھل پیش کرنے کی ہمیں سعادت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انصار اللہ اور دعوت الی اللہ

(ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز)

جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کا قیام سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خداداد ذہانت وفطانت اور علمی وانتظامی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے۔ آپؓ نے افرادِ جماعت کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو عمر کے لحاظ سے ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر کے ان کی روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور جسمانی ترقی کے سامان منظم صورت میں پیدا فرما دیے۔ مجلس انصار اللہ کے قیام کے اغراض و مقاصد میں دعوت الی اللہ ایک اہم ذمہ داری ہے۔ بانی تنظیم حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لیے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لیے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لیے مَیں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی۔ تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہو گی۔ مَیں نے سیڑھیاں بنا دی ہیں۔ آگے کام کرنا تمہارا کام ہے۔ پہلی سیڑھی اطفال الاحمدیہ ہے۔ دوسری سیڑھی خدام الاحمدیہ ہے۔ تیسری سیڑھی انصار اللہ ہے اور چوتھی سیڑھی خدا تعالیٰ ہے۔ تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگو تو یہ چاروں سیڑھیاں مکمل ہو جائیں گی۔ اگر تمہارے اطفال اور خدام ٹھیک ہو جائیں اور پھر تم بھی دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلو تو پھر تمہارے لیے عرش سے نیچے کوئی جگہ نہیں اور جو عرش پر چلا جائے وہ بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ دنیا حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ زیادہ سے زیادہ سو دو سو فٹ پر حملہ کر سکتی ہے۔ وہ عرش پر حملہ نہیں کر سکتی۔ پس اگر تم اپنی اصلاح کر لو گے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو گے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے گا اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی اور وہ عیسائیت کی خلافت سے بھی لمبی چلے گی۔“

(الفضل 21؍مارچ 1957ء اور 24؍مارچ 1957ء)

دعوت الی اللہ کی اہمیت

انبیاء علیہم السلام کی منزل مقصود خدائے واحد کا فہم، ادراک اور محبت لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنا ہے۔ اس امر کی تکمیل میں وہ ایک جماعت تیار کرتے ہیں جو ان کی معاون و مددگار ہوتی ہے۔ یہ ایک نہایت مبارک شیوہ ہے جس کی توفیق اس زمانہ میں صرف اور صرف ایک جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کے فیض کی بدولت حاصل ہے یعنی جماعت احمدیہ۔

اس مبارک امر کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران:105) ترجمہ: اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

نیز فرمایا: کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ (آل عمران:111) ترجمہ: تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لیے نکالی گئی ہو تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بخدا تیرے ذریعے ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لیے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم کتاب الفضائل الصحابہ باب فضائل علی بن طالب)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل کتاب الادب)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔“ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306–307)

آپ علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

پھر فرمایا: ''یہ صحیح ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ ابتدا میں اہل دنیا اُن کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اُنہیں قسم قسم کی تکلیفیں دیتے اور ان کی راہ میں روڑے اَٹکاتے ہیں۔ کوئی پیغمبر اور مُرسَل نہیں آیا جس نے دکھ نہ اُٹھایا ہو، مکار، فریبی، دکاندار اس کا نام نہ رکھا ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ کروڑہا بندوں نے اس پر ہر قسم کے تیر چلانے چاہے۔ پتھر مارے، گالیاں دیں۔ انہوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی۔ کوئی امر اُن کی راہ میں روک نہیں ہو سکا۔ وہ دنیا کو خدا تعالیٰ کا کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لے کر آئے تھے۔ اس کے پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ان تکلیفوں اور ایذا رسانیوں نے جو نادان دنیاداروں کی طرف سے پہنچیں نے ان کو سست نہیں کیا بلکہ وہ اور تیز قدم ہوتے یہانتک کہ وہ زمانہ آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مشکلات ان پر آسان کر دیں اور مخالفوں کو سمجھ آنے لگی اور پھر وہی مخالف دنیا ان کے قدموں پر آ گری اور اُن کی راستبازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے یقیناً یاد رکھو تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تھے۔ یہاں تک کہ آپ پر سلسلۂ نبوت اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔ باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کو تبلیغ رسالت میں کس قدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں اور کفار نے کس حد تک آپؐ کو ستایا اور دُکھ دیا۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 152)

''ہم اپنی طرف سے بات پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا۔ اسی واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 590)

''عوام الناس کے کانوں تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں ایک بڑا حصّہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو کہ تعصّب اور تکبر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں، جو کچھ یہ مولوی کہہ دیتے ہیں اُسے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ کر مان لیتے ہیں۔ ہماری طرف کی باتوں اور دعووں اور دلیلوں سے محض ناآشنا ہوتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 551)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

''تبلیغ کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک سخت مشکل کام ہے۔ ایک محل تیار کر لینا آسان ہے لیکن ایک شخص کا دل پھیر دینا آسان نہیں۔ کیونکہ بغیر مناسب تدابیر اور دلائل کے کسی شخص کا دل پھیرا نہیں جا سکتا۔''

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 125)

''ہمارا کام کیا ہے؟ یہ کہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہم اس تعلیم کو پہنچا دیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئی ہے اور جس کی اس زمانہ کا تمدن اور عام رَو مخالفت کر رہا ہے۔ اس تعلیم کو پہنچانے میں ہماری مخالفتیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں ہمیں تکلیفیں دی گئیں اور دی جا رہی ہیں، ہم سے تعلقات منقطع کئے گئے اور کیے جا رہے ہیں، ہم سے رشتہ داریاں چھوڑی گئیں اور چھوڑی جا رہی ہیں ... پس ہم کو اس کام سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ بلکہ ہمارا قدم آگے ہی آگے پڑنا چاہیے۔'' (خطبات محمود جلد 9 صفحہ 208)

''تبلیغ کے کام میں ہم سے پہلے لوگوں نے تلواروں کے سایہ میں بھی سستی نہیں کی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے۔ قسطنطنیہ میں عیسائیوں کی حکومت تھی اور یہ آدھی دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ اور ادھر ایران میں جو حکومت تھی اس کا بھی آدھی دنیا پر اثر تھا۔ اس وقت مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے لیکن مسلمان تلواروں کے مقابلہ میں نہیں ڈرتے تھے تو کیا آج ہم دشمن کی زبان اور اس کے روپیہ سے ڈر سکتے ہیں۔ پس ہمیں اس کے لیے تیار ہونا چاہیے اور ہر ایک قربانی جس کی ضرورت ہو اس کے لیے آمادہ ہونا چاہیے۔'' (خطبات محمود جلد 8 صفحہ 47، 48)

''پس تبلیغ کے متعلق بھی ہر ایک شخص کو حکم عام سمجھنا چاہیے اور اپنے ہی نفس کو اس حکم کا مخاطب جاننا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ یہ حکم مجھے ہی بجالانا ہے اور اگر تم سب کے سب اس پر عمل بھی شروع کر دو گے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر صرف ارادہ ہی کرو گے تو پھر کامیابی محال ہے کیونکہ بہت ارادے بھول جاتے ہیں۔''

(خطبات محمود جلد 7 صفحہ 10)

''ایک انگریز نے ایک رسالہ لکھا ہے اور کہتا ہے کہ یہ جماعت تو اسلامی سمندر میں ایک کیڑے کے برابر ہے۔ واقعہ میں اس کی یہ بات صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم ایک قطرے کی طرح ہیں مگر بعض وقت ایک قطرہ اپنا اثر تمام پانی پر ڈال دیتا ہے۔ مثلاً سنکھیا ہی ہے۔ کتنی تھوڑی سی چیز ہے مگر اس کا تھوڑا سا کھا لینا بھی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور کثرت سے اس قسم کی زہریلی دوائیں ہیں کہ تنکے کے اوپر جس قدر حصہ آتا ہے وہی کھاتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کھایا جائے تو بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ پھر ایک دیا سلائی کتنی چھوٹی سی چیز ہے مگر تمام جنگل کو جلا دیتی ہے اور شہروں کو خاک وسیاہ کر سکتی ہے۔ پھر ہمارے لیے تو خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں اور بڑے بڑے وعدے بھی ہیں۔'' (خطبات محمود جلد 5 صفحہ 21)

''ہماری جماعت نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا ذمہ لیا ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ لوگ ہماری بات کو نہیں سنتے..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اس راہ میں کوشش کرتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں..... یعنی ان کی کوششیں کامیاب ہوتی اور ان کو ان کی کوششوں کا بدلہ دیا جاتا ہے خواہ کوئی مسلمان ہو یا نہ ہو مانے یا نہ مانے...... یہ الفاظ نہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہی ہو تو تب تمہیں بدلہ دیا جائے گا بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوشش کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا۔ خواہ کوئی اس کی بات کو مانے یا نہ مانے۔'' (خطبات محمود جلد 5 صفحہ 20)

''اس وقت ہماری جماعت نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا ذِمّہ لیا ہے...... یَدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔ یعنی ان کی کوششیں کامیاب ہوتی ہیں اور ان کو ان کی کوششوں کا بدلہ دیا جاتا ہے خواہ کوئی مسلمان ہو یا نہ ہو، مانے یا نہ مانے۔ اس آیت میں یہ الفاظ نہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہی ہو تو تب تمہیں بدلہ دیا جائے گا بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوشش کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا۔'' (خطبات محمود جلد پنجم صفحہ 20)

''جو خدا کی تعلیم سے بھاگنے والوں کو واپس خدا کی طرف لائیں گے خدا تعالیٰ یقیناً ان کو کامیاب اور مظفر و منصور کرے گا۔ وہ کبھی ناکام و نامراد نہیں

ہوں گے۔اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لیے یہ ایک عمدہ ذریعہ ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد پنجم صفحہ 19)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

’’جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے...... فریضہ ہے اور ایسی شدّت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تُو نے رسالت کو ہی ضائع کر دیا اگر تبلیغ نہ کی تو۔ آپ کی امت بھی جوابدہ ہے، ہم میں سے ہر ایک جوابدہ ہے پیغام رسانی لازماً ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کسی وقت انسان غافل ہو نہیں سکتا۔ اجازت نہیں ہے کہ غافل رہے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد چہارم صفحہ 632،631)

’’تبلیغ کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا احمدی سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن تر ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔‘‘ (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 422)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

☆ ’’یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تجھے غلبہ عطا کروں گا۔ یہ غلبہ یورپ میں بھی ہے اور ایشیا میں بھی ہے، افریقہ میں بھی ہے اور امریکہ میں بھی ان شاء اللہ ہوگا اور جزائر کے رہنے والے بھی اس فیض سے خالی نہیں ہوں گے ان شاء اللہ۔ پس آپ کا کام ہے کہ خالص اللہ کے ہو کر کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے اور اعمال صالحہ بجالاتے ہوئے اس کے پیغام کو پہنچاتے چلے جائیں تا کہ ان برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ منسلک رہنے والے کے لیے خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہیں... پس یہ کام تو ہونا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سعید روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانا ہے۔ یہ مخالفین اور یہ مذہب سے ہنسی ٹھٹھا کے جو موقعے پیدا ہو رہے ہیں یا ہوتے ہیں یہ ہمیں اپنے کام کی طرف توجہ دلانے کے لیے پیدا ہوتے ہیں کہ آخری فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کیا ہوا ہے... اللہ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لیے اللہ کی نظر میں بہترین بات کہنے والے بن کر اسلام کا حقیقی نجات کا پیغام اپنے ملک کے ہر چھوٹے بڑے تک پہنچا دو کہ یہ آج سب سے بڑی خدمتِ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 642-641)

☆ ’’ان دلائل سے اور علمی اور رُوحانی خزانے سے کام لیتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیے ہیں، اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے... اس کے لیے عملی نمونے اور علمی اور رُوحانی ترقی کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے۔ تقویٰ میں ترقی ضروری ہے کیونکہ جب تک ہماری روحانی ترقی نہیں ہوتی ہماری تبلیغ میں بھی برکت نہیں پڑ سکتی۔‘‘ (خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 169)

☆ ’’ایک داعی الی اللہ کے لیے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فَعَّال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فُلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فُلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے۔ اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 172)

☆ ’’ہر احمدی جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال اس لیے درست رکھے کہ اس پر ہر ایک کی نظر ہے۔ اگر کسی قسم کا ایسا دینی علم نہیں بھی ہے جو اسے فعال داعی الی اللہ بنا سکے تب بھی اس کا ہر فِعْل اور عَمَل اور قَوْل دوسروں کی توجہ کھینچنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر نیک اعمال ہیں تو لوگ نیکی سے متأثر ہو کر قریب آئیں گے...... دلوں کو مائل کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور تبلیغ کرنا انبیاء کے ساتھ الٰہی جماعتوں کے افراد کا کام ہے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 174-173)

☆ ’’ایم ٹی اے کا تبلیغ کے میدان میں بہت بڑا کردار ہے۔ دنیا میں اس کی وجہ سے نہ صرف احمدیت کا تعارف ہو رہا ہے بلکہ اکثر ممالک کی اکثر جگہوں پر احمدیت اور اسلام کا پیغام اس کے ذریعہ سے پہنچ چکا ہے۔ اب صرف ملکوں یا چند شہروں میں پیغام پہنچا دینا ہی کافی نہیں۔ ہم نے دنیا کے ہر شہر، ہر گاؤں، ہر قصبے اور ہر گلی میں اس کا پیغام پہنچانا ہے۔‘‘ (خطبات مسرور جلد ششم صفحہ 467)

☆ ’’دعوت الی اللہ کریں۔ حکمت سے کریں، ایک تسلسل سے کریں، مستقل مزاجی سے کریں اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ، مستقل مزاجی کے ساتھ کرتے چلے جائیں۔ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور دلیل کے لیے ہمیشہ قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے حوالے نکالیں۔ پھر ہر علم، عقل اور طبقے کے آدمی کے لیے اس کے مطابق بات کریں۔ خدا کے نام پر جب آپ نیک نیتی سے بات کر رہے ہوں گے تو اگلے کے بھی جذبات اَور ہوتے ہیں۔ نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے نام پر کی گئی بات اثر کرتی ہے۔ ایک تکلیف سے ایک درد سے جب بات کی جاتی ہے تو وہ اثر کرتی ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی اصول کے تحت اپنے پیغام پہنچاتے رہے۔ اور ہر ایک نے اپنی قوم کو یہی کہا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، نیک باتوں کی طرف بلاتا ہوں اور اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہی ہمیں قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 724و725)

☆ ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم انتہائی محنت، انتہائی ہمت اور تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے یہ کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ نیک فطرتوں کو تمہارے ساتھ ملاتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ‘‘ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 725)

......☆......☆......☆......☆......

قارئینِ کرام! خدا تعالیٰ کی طرف بلانے اور اعمال صالحہ کی نصیحت کرنے سے قبل ضروری ہے کہ ہم خود عبادت کرنے والے اور اچھے اخلاق کے مالک ہوں۔ اگر ہمارے قول وفعل میں مطابقت ہوگی تو یقیناً اس کا اثر کئی گنا زیادہ بہتر ہوگا اور آپ کے ماحول میں بسنے والے ساتھی خود بخود آپ کے عقائد اور آپ کی نیک سیرت میں دلچسپی لینا شروع کر دیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ جن کی بعثت کا

(باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں)

محترم مولانا صوفی محمد اسحاق صاحب مرحوم

(محمد یوسف ناصر)

میرے دادا مکرم شیخ اللہ بخش صاحب کپڑے کا کاروبار کرتے تھے لہٰذا آپ کے نام کے ساتھ شیخ لگایا جاتا ہے ورنہ آپ کی قوم راجپوت تھی۔ آپ کا تعلق تلونڈی کھجوروالی ضلع گوجرانوالہ سے تھا اور دہلی میں ایک بہت بڑی دکان تھی۔ آپ اور آپ کے بھائی قافلوں کی صورت میں تجارت کی غرض سے چین اور ڈھاکا تک جاتے اور وہاں سے ریشم اور ململ لے کر آتے جبکہ ایک چھوٹے بھائی تلونڈی کھجوروالی میں ہی ہوتے تھے۔ انہوں نے سنا کہ امام مہدی آ گیا ہے تو اپنے بھائیوں سے کہا کہ آپ لوگ تجارت کے لیے سفر کرتے ہیں امرتسر سے بھی گزرتے ہیں تو اس مرتبہ جاتے ہوئے قادیان سے ہوتے جائیں۔ لہٰذا جب دوسرے بھائی سفر کے لیے نکلے تو قادیان بھی گئے مگر حضرت مسیح موعودؑ اس وقت لاہور گئے ہوئے تھے۔ تاہم یہ قادیان کے ماحول سے متأثر ہوئے اور دوبارہ آنے کا ارادہ کرکے روانہ ہوگئے۔ دوبارہ جب قادیان آنے کا موقع ملا تو سارے بھائی اُس روز قادیان پہنچے جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہو چکی تھی اور آپ کا جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ پڑھا رہے تھے۔ لہٰذا سب بھائیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

والد محترم مولانا صوفی محمد اسحاق صاحب یکم مارچ 1923ء کو تلونڈی کھجوروالی ضلع گوجرانوالا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہی اپنے والدین سے حاصل کی۔ تیسری یا چوتھی جماعت میں اپنے گاؤں کے کچھ طلباء کے ساتھ قادیان تعلیم حاصل کرنے کے لیے چلے گئے۔ وہاں میٹرک کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور جنگ عظیم دوم کے اختتام پر 26 نومبر 1945ء کو سیرالیون (مغربی افریقہ) بھجوائے گئے۔ 1952ء میں آپ واپس ربوہ آگئے اور اسی سال آپ کی شادی ہوئی۔ 1956ء تک مرکز ہی میں خدمت کرنے کے بعد آپ کی تقرری دوبارہ افریقی ممالک میں ہوئی اور آپ لائبیریا، کینیا اور یوگنڈا میں بطور مبلّغ تعینات رہے۔ یوگنڈا میں آپ کے چار سالہ قیام کے دوران 53 نئے مراکز تبلیغ اور سکول کھولے گئے اور وہاں کی مقامی زبان لوگنڈا میں قرآن کریم کا ترجمہ شروع کروایا۔ 1971ء میں آپ واپس مرکز ربوہ آگئے اور 1977ء تک شیخوپورہ میں متعیّن رہے۔ پھر آپ کی تقرری بطور استاد جامعہ احمدیہ ہوگئی۔ وہاں آپ سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل کے طور پر بھی خدمت انجام دیتے رہے۔ 2000ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد بھی آپ اپنی وفات تک خلافت لائبریری ربوہ میں خدمت بجا لاتے رہے۔ چونکہ سواحیلی زبان پر دسترس تھی چنانچہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے علم کلام کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کیا۔ نیز کئی تبلیغی رسائل بھی مرتّب کیے۔ آپ کی وفات مورخہ 14 اگست 2004ء کو ربوہ میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرم صوفی صاحب جب تعلیم کے لیے قادیان گئے تھے تو یہ بیس اکیس لڑکوں کا ایک گروپ تھا لیکن مڈل تک باقی سب واپس چلے گئے۔ تب آپ کے والد محترم نے آپ کو بھی واپس بلا لینے کا فیصلہ کیا اور ایک روز آپ کو لینے قادیان پہنچ گئے۔ یہ شام کا وقت تھا۔ سکول انچارج سے مل کر آپ نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میری طرف سے تو اجازت ہے مگر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بھی پوچھ لیں۔ چنانچہ وہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کچھ دیگر احباب بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے سلام کرکے عرض کیا کہ میں اپنے بیٹے کو لینے آیا ہوں کیونکہ گاؤں کے باقی بچے جا چکے ہیں اور یہ یہاں اکیلا رہ گیا ہے۔ یہ سن کر حضورؓ نے اظہار ناراضی کرتے ہوئے بڑے جوش میں فرمایا کہ ہاں ہاں لے جائیں، ہم کسی کے کیا لگتے ہیں۔ مکرم شیخ صاحب نے محسوس کیا کہ یہ تو میں نے حضور کو ناراض کر دیا ہے۔ وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ حضورؓ بعض دوسرے احباب کی طرف متوجہ ہو گئے اور قصر خلافت کی طرف چلے گئے۔ شیخ صاحب کو یہ بات اتنی گراں گذری کہ انہوں نے ساری رات قصر خلافت کے باہر دروازے پر گذار دی کہ حضور جب بھی باہر تشریف لائیں گے تو میں معافی مانگوں گا اور اگر حضور اجازت دیں گے تب ہی مَیں بچے کو لے کر جاؤں گا۔

جب حضور نماز فجر کے لیے باہر تشریف لائے تو کسی نے بتایا کہ یہ رات بھر یہیں رہے ہیں۔ پھر شیخ صاحب نے عرض کیا کہ مَیں حضور کو ناراض کرکے بچے کو کیسے لے کر جا سکتا تھا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ آپ کا بچہ اچھا بھلا ذہین ہے اور اچھا پڑھ رہا ہے، اس کو ہم پڑھا لیں گے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کا ہی بیٹا ہے اور آپ کے حوالے ہے اور مَیں اب واپس جاتا ہوں۔

جب آپ جامعہ میں زیر تعلیم تھے تو آپ کا رہن سہن دیکھ کر حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے آپ سے فرمایا کہ تم تو صوفی ہوا اپنے نام کے ساتھ بھی صوفی لکھا کرو۔ آپ نے عاجزی کا اظہار کیا لیکن حضرت میر صاحبؓ نے آپ کے نام کے ساتھ باقاعدہ صوفی لکھنا شروع کر دیا۔ پھر دیگر اساتذہ نے بھی آپ کو صوفی کہنا شروع کر دیا اور اس طرح آپ صوفی محمد اسحٰق کے نام سے معروف ہوگئے۔

محترم صوفی محمد اسحٰق صاحب جب 3 جنوری 1956ء کو لائبیریا کی بندرگاہ منروویا پہنچے تو صدارتی انتخابات کے باعث آپ کے جہاز کو تین روز تک کھلے سمندر میں بندرگاہ کے باہر ٹھہرنا پڑا۔ 6 جنوری کو آپ شہر میں داخل ہوئے اور قریباً 18 روز تک ایک لبنانی تاجر یحییٰ علی صاحب کے ہاں قیام کیا۔ پھر خاصی تگ ودو کے بعد نمبر 116 کیری اسٹریٹ پر تیس ڈالر میں ایک کمرہ کرائے پر

لے لیا اور قرآن کلاس شروع کر دی۔ موقع ملنے پر لیکچر بھی دینے لگے۔ وفات مسیحؑ کے سوال پر آپ شیخ الجامع الازہر الاستاذ محمود شلتوت کا فتویٰ پیش کرتے جو قاہرہ کے ہفت روزہ ’’الرسالہ‘‘ (11 مئی 1942ء) میں رفع عیسیٰ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ فروری 1956ء میں آپ نے اندرون ملک تبلیغی دورے بھی شروع کیے۔ آپ کو پہلا ثمر ایک عالم دین اسماعیل مالک کے احمدی ہونے سے ملا۔ جس کے بعد آہستہ آہستہ سعید روحیں احمدیت سے وابستہ ہونے لگیں اور جلد ہی ایک مختصر مگر فعال جماعت کا قیام عمل میں آ گیا۔ ذیل میں آپ کے خودنوشت سے چند واقعات پیش ہیں۔ محترم صوفی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

☆... 1956ء کے پہلے ہفتے میں خاکسار سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے مطابق پہلا احمدیہ مرکز کھولنے کے لیے وارِدِ لائبیریا ہوا جو افریقہ میں سب سے پہلا آزاد ملک شمار ہوتا ہے۔ خاکسار نے انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جلد ہی کچھ لوگ احمدی ہو گئے لیکن ترقی کی رفتار بہت آہستہ تھی جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس ملک میں افریقن نسل کے اُن لوگوں کی حکمرانی تھی جن کے آباؤ اجداد کو غلام بنا کر امریکہ لے جایا گیا تھا۔ پھر جب امریکہ میں غلامی کے خلاف تحریک چلی تو امریکن حکومت نے اُن میں سے سینکڑوں کو واپس لا کر لائبیریا میں آباد کر دیا۔ یہ لوگ بوجہ اپنی تعلیم اور مال و دولت کے یہاں کی حکومت پر قابض ہو گئے اور مسلمانوں کو پسماندگی سے باہر نہیں نکلنے دیا۔ اس طبقے میں تبلیغ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کے تکبّر کی وجہ سے بہت ٹھیس پہنچی۔ آخر مَیں نے اپنے مولا کے حضور عرض کی کہ الٰہی! کیا مَیں اسی طرح ان کے پیچھے بھاگتا رہوں گا اور یہ اسلام کے پیغام کو اسی طرح حقارت سے دیکھتے رہیں گے؟ کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ یہ از خود ہمارے تبلیغی مرکز میں آنے پر مجبور ہوں تا کہ مَیں عزت کے ساتھ ان کو تبلیغ اسلام کر سکوں؟ میں قربان جاؤں اس رحیم و کریم مولیٰ کے جس نے میری تضرّعات کو سنا اور مجھے وہ راہ دکھا دی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے پاس آنے پر مجبور کر دیا اور اسی ذریعے سے مجھے مشن کو مالی لحاظ سے خود کفیل بنانے کی توفیق بھی دے دی۔

ہوا یوں کہ میں نے آکسفورڈ یونیورسٹی پریس اور انگلستان کے بعض دیگر مشہور ناشروں سے رابطہ قائم کر کے ان سے درسی اور علمی کتب درآمد کیں اور سکولوں کے چند طلباء کو کمیشن دے کر ان کے ذریعے سے ان کتب کو فروخت کروانا شروع کر دیا۔ ہر کتاب پر یہ مہر لگی ہوتی تھی کہ اس قسم کی کتب احمدیہ مشن سے ملتی ہیں۔ اس طرح احمدیت کی شہرت ہو گئی اور مشن کو معقول آمد بھی ہونے لگی اور تعلیم یافتہ طبقہ کا رجوع بھی ہمارے مشن کی طرف ہو گیا۔ میں نے جلد ہی اپنے اسی مکان میں ایک اَور کمرہ کرائے پر لے کر اس میں ایک اسلامی بک شاپ کھول دی جس میں جماعتی لٹریچر کے علاوہ عربی، انگریزی، جرمن، فرنچ، اطالوی، ولندیزی اور لاطینی زبانوں کی کتب دستیاب تھیں۔ ان متفرق زبانوں کی کتب کے لیے خاکسار نے ان زبانوں کے جاننے والے دوستوں سے امداد لے کر ان ممالک سے یہ کتب درآمد کر لیں اور چونکہ اس قسم کی بک شاپ سارے ملک میں صرف احمدیہ مشن ہی کی تھی اس لیے ہمارا مشن ان سب بڑے لوگوں کا مرجع بن گیا۔ جو پہلے مجھے خاطر میں نہ لاتے تھے اب میں ان کو بڑی عزت کے ساتھ پیغام اسلام پہنچانے لگا اور مالی منفعت اس کے علاوہ تھی۔ اس طریق سے مرکز سے امداد لیے بغیر نہایت ہی قلیل عرصے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کم و بیش 30 ہزار روپے کا سرمایہ نقد و کتب کی صورت میں جمع کر لیا۔ میری مصروفیت بہت بڑھ گئی اور تبلیغی گفتگو ہوتی۔ لوگ ہمارا لٹریچر خریدتے اور تبلیغی پمفلٹ وغیرہ بھی لے کر جاتے۔

جب مَیں نے مختلف مسلمان علاقوں میں لیکچر دینے شروع کیے تو شہر میں مثبت حرکت پیدا ہونے لگی۔ رپورٹس ملنے پر حضرت مصلح موعودؓ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور تبلیغی امور میں وسعت پیدا کرنے سے متعلق ہدایات سے نوازا۔ چنانچہ مَیں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز تر کر دیں۔ اپریل 1956ء میں افواج کے کمانڈنگ آفیسر سے اور جون 1956ء میں چیف کمشنر سے مل کر احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ جولائی 1956ء میں لائبیریا یونیورسٹی کے صدر کو یونیورسٹی میں عربی کلاسز جاری کرنے کی تحریک کی اور اس کے لیے اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر پیش کیا۔ انہوں نے یہ تجویز منظور کر لی جس کا اعلان پریس میں شائع ہوا تو محکمہ تعلیم نے مسلمانانِ لائبیریا کو یہ اجازت دے دی کہ وہ اپنے علاقوں کے سرکاری سکولوں میں بھی عربی معلم رکھ سکتے ہیں۔ مسلم حقوق کی جدوجہد میں مجھے دوسری کامیابی یہ ہوئی کہ وزیر دفاع نے فوج میں تبلیغ اسلام کی منظوری دے دی۔

پھر مَیں نے تحریری رنگ میں بھی اشاعت اسلام کی طرف توجہ شروع کر دی اور ایک مضمون اخبار Liberian Age میں 24 اگست 1956ء کو شائع ہوا جو امریکی رسالہ ’’ریڈرز ڈائجسٹ‘‘ (مئی 1955ء) کے ایک مخالف اسلام مضمون کے جواب میں تھا۔ انہی ایام میں ایک شبینہ تعلیمی کلاس جاری کی جس میں کئی افراد نے داخلہ لے لیا۔ یہ کلاس بھی تبلیغ کا ایک عمدہ ذریعہ ثابت ہوئی۔ ستمبر 1956ء میں بہائیوں سے تبادلہ خیال کر کے ان پر اتمام حجت کی۔ اگرچہ تبلیغی کاوشوں کا منروویا کے محلّہ وائی ٹاؤن کے مسلمانوں میں مخالفانہ ردّعمل بھی ظاہر ہونا شروع ہوا مگر میرے صبر و تحمل کا خوشگوار اثر چیف پر ہوا اور اس نے میری ایک تقریر کے بعد میرے رویے کی بہت تعریف کی۔ اس کی اطلاع جب حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بھجوائی تو حضورؓ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ’’آپ گالیاں سن کر دعا دیں، اتنی نرمی کریں کہ ان کے دل شرمندگی سے بھر جائیں۔ بلکہ اظہار بھی کریں کہ اگر آپ جوتیاں بھی ماریں گے تو میں آپ کی ہدایت کے لیے کوشش کرتا رہوں گا۔ آپ بہائی عورت کے پیچھے پڑے رہیں اور دعا کرتے رہیں۔ میں بھی دعا کروں گا۔ اور کہیں کہ آپ 19 سال کے بعد بہائیت نہیں چھوڑ سکتیں تو ہم ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد کس طرح اسلام چھوڑ سکتے ہیں!‘‘

12 جون 1957ء کو مَیں نے صدرِ مملکت کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں مسلمانوں کی ترقی کے لیے مناسب اقدامات کرنے کی درخواست کی۔ نیز تجویز پیش کی کہ یونیورسٹی میں عربی زبان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے اور اس کے لیے اپنی رضاکارانہ خدمات پیش کیں۔

خدا تعالیٰ نے صداقت احمدیت کے کئی نشان بھی ظاہر فرمائے۔ چنانچہ لائبیریا کے ایک لبنانی مسلمان تاجر منصور عطر نے مخالفت شروع کر دی حتّٰی کہ ایک اخبار میں میرے خلاف کچھ نازیبا کلمات بھی شائع کرائے جس پر مَیں اس سے ملا مگر اس کا رویہ معاندانہ اور متکبرانہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ الٰہی وعدے اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ وَاِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ کے مطابق چند ماہ کے اندر اندر اس شخص کی رسوائی اس طرح ہوئی کہ لائبیریا میں بسیں چلانے کی کسی غیر ملکی کو اجازت نہ تھی لیکن وہ اس میں ملوث پایا گیا جس پر وہ ملک بدر کر دیا گیا اور اسے اپنا سارا کاروبار اونے پونے فروخت کرنا پڑا۔

اسی طرح ایک دفعہ منرو ویا کے بعض سرکردہ مسلمان مخالفین نے صدر مملکت ٹب مین سے مل کر درخواست کی کہ اس عاجز کو ملک بدر کر دیں لیکن صدر صاحب نے جواب دیا کہ جماعت احمدیہ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے اور جب تک احمدی مبلغ لائبیریا کے ملکی قوانین کی خلاف ورزی نہیں کرتا وہ ایسا حکم نہیں دے سکتے۔

لائبیریا میں میرا قیام قریباً سوا تین سال رہا۔ اس قلیل عرصہ میں نہ صرف یہ کہ اسلام احمدیت کا چرچا ملک کے ہر طبقے میں شروع ہو گیا بلکہ مشن مالی اعتبار سے بھی بہت حد تک خود کفیل ہو گیا اور علمی طبقے کا ایک اہم مرکز بن گیا۔

مجھے سیرالیون میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1946ء میں سیرالیون مشن کے انچارج مولانا محمد صدیق صاحب فاضل امرتسری تھے اور مغربی افریقہ کے رئیس التبلیغ مولوی نذیر احمد علی صاحب مرحوم تھے۔ میرے سیرالیون پہنچنے پر خاکسار کا تقرر روکوپر میں ہوا جو اندرونِ ملک میں ہمارا سب سے پرانا مرکز ہے۔ اُس وقت وہاں ہمارا ایک پرائمری اسکول تھا جو اگرچہ شہر سے تقریباً باہر تھا تاہم چونکہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ مسلمان بچوں کو یہاں دینی تربیت بھی میسر تھی اس لیے مسلمان بچے عیسائی سکول کو (جو شہر کے وسط میں تھا) چھوڑ کر ہمارے سکول میں ہی آیا کرتے تھے۔ یہ عیسائی سکول ایک امریکن مشن کے ماتحت یہاں عرصہ دراز سے قائم تھا لیکن ہمارے سکول کی افادیت کی وجہ سے اس کی ترقی پہلے ہی مسدود ہو رہی تھی۔ اور اب ایک عربی دان مبلغ کے وہاں پہنچنے سے اس کا حوصلہ مزید پست ہو گیا اور بالآخر انہوں نے اپنا سکول بند کر دیا۔ اس پر سیرالیون کے دارالحکومت فری ٹاؤن کے ایک اخبار Renaissant African نے اپنے اداریے میں عیسائیوں کو مشورہ دیا کہ چونکہ احمدیہ مسلم مشن روکوپر کے علاقہ میں قلعہ بند ہے اور اب احمدی مبلغین کی آمد سے اسلام یہاں اَور طاقتور ہو گیا ہے اس لیے عیسائیوں کو اس علاقے میں اپنی قوت و سرمایہ ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اس اخبار کا تراشہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بھجوایا گیا تو حضورؓ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جماعت کی اس ترقی پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

تاہم کچھ ہی عرصے بعد روکوپر شہر کے ٹاؤن چیف مسمیٰ اسانٹیکی ٹورے نے محض احمدیت سے دشمنی کے باعث اُس عیسائی مشن سے رابطہ قائم کیا اور کہا کہ تم واپس آؤ، میں احمدیوں کے خلاف تمہاری مدد کروں گا۔ اس کے اس رویے سے ہمیں سخت تکلیف ہوئی۔ لیکن وہ چونکہ حاکم شہر تھا اس لیے ہم خاموشی پر مجبور تھے۔ بہرحال اس عیسائی مشن نے دوبارہ اپنا اسکول وہاں کھول دیا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائی مشن کے کارندے احمدیہ مشن سے اس قدر مرعوب تھے کہ جلد ہی انہوں نے نہ صرف اپنا سکول دوبارہ بند کر دیا بلکہ اس علاقے میں مزید چار پانچ اسکول بھی بند کر دیے۔ اُن تمام جگہوں پر ہمارے اسلامی سکول کھل گئے جو کامیابی سے چل رہے ہیں۔ فالحمدللہ تعالیٰ

اُنہی ایام میں روکوپر کے ایک نوجوان نے جب احمدیت قبول کی تو اُس چیف نے احمدیت سے بغض کی بنا پر اس احمدی نوجوان کو ٹیکس کی بروقت عدم ادائیگی کے بہانے سے پھانس کر بہت زدوکوب کیا۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا کہ مَیں اس میں مداخلت نہ کر سکتا تھا لیکن میرے دل میں بہت قلق پیدا ہوا اور طبعاً دعا کی۔ خدا کی قدرت دیکھیے کہ بالکل تھوڑے عرصہ کے بعد مذکورہ چیف کو خدا تعالیٰ نے جلد ہی عبرتناک سزا دی۔ ایک روز وہ مع اپنے خدام و حشم کے ایک شادی میں شرکت کے لیے روکوپر سے کسی دوسرے گاؤں کے لیے روانہ ہوا اور دریا کے کنارے پہنچا۔ اُن دنوں سمندر میں جوار بھاٹا کی وجہ سے اس دریا کی گہرائی سولہ فٹ تھی جو عام حالات میں صرف 4 فٹ کے قریب ہوتی ہے۔ جب چیف کشتی میں سوار ہونے لگا تو اس کے لاؤ لشکر میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ چیف کے ساتھ بیٹھے اس لیے یک دم اُس کے متعدد ساتھیوں نے بھی قدم رکھ دیے جس کے نتیجے میں کشتی اُلٹ گئی اور چونکہ چیف تیرنا نہ جانتا تھا اس لیے جلد ہی اپنے بھاری بھرکم جسم اور جبّہ کی وجہ سے ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔

کینیا میں قریباً 1959ء میں ایک عیسائی پادری وہاں آیا جو اپنے آپ کو فاتح قرآن کہا کرتا تھا اور قرآن کریم پر بائبل کے حوالوں سے اعتراضات کیا کرتا تھا۔ اس کو یہ گھمنڈ تھا کہ وہ قرآن کریم کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ اس پادری نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے متعلق اعتراض کیا کہ قرآن کریم تو خود حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے متعلق تسلیم کرتا ہے کہ آپ کی پیدائش بن باپ ہوئی لہٰذا آپؑ کو آنحضور ﷺ پر برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ اس پر مَیں نے بائبل کے حوالوں سے ہی اس پر ثابت کیا کہ بائبل تو خود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے آنے کا اعلان کر رہی ہے اور تم سب بھی اس کے انتظار میں ہو اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ ایک عالمی نبی ہیں جبکہ حضرت عیسیٰؑ کا ایسا کوئی دعویٰ نہیں بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے آپ کو بنی اسرائیل کی قوم تک محدود رکھتے ہیں۔ مَیں نے بائبل کے حوالوں سے یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر نہیں گئے۔ بہرحال یہ بحث چلی تو چرچ کی کونسل نے کہا کہ فریقین کے پاس دلائل موجود ہیں اور کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا لیکن ہم کوئی زندہ معجزہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے یہ چیلنج قبول کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو زندہ خدا پر یقین رکھتے ہیں اور معجزہ ہر وقت دیکھ سکتے ہیں۔ کونسل نے یہ تجویز دی کہ نیشنل ہسپتال سے فریقین میں برابر تعداد میں مریض لے کر دعا کے ذریعے انہیں شفایاب کیا جائے۔ جس فریق کے تمام مریض شفا پا جائیں گے وہ فاتح ہوگا۔ عیسائی پادری اس پر رضامند ہو گیا کیونکہ نیشنل ہسپتال کے اکثر ڈاکٹر عیسائی تھے۔ پادری نے کونسل ممبران کو بتایا تھا کہ وہ مجھے وہی مریض دلوائے گا جو ویسے ہی مرنے والے ہیں۔ افریقہ میں ایک مہلک بیماری Black Water میں مبتلا مریض کا بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ مجھ کو 11 ایسے مریض دیے گئے جن میں سے اکثر اس بیماری کا اور بعض دوسری مہلک بیماریوں کا شکار تھے۔ عیسائی پادری نے 11 مریض اپنی مرضی سے منتخب کیے۔ دعا کی مدّت 40 روز رکھی گئی۔ مگر محض 3 ہفتوں کے بعد ہی وہ پادری وہاں سے بھاگ گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آیا جبکہ میرے تمام مریض محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحتیاب ہو گئے۔

مغربی افریقہ میں میرے لیے سب سے بڑی مشکل انگریزی زبان کی تھی جو خاکسار کو بالکل نہ آتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دیے کہ میں نے بغیر کسی ٹیوٹر کے ایک سال کے اندر اندر یہ زبان اتنی اچھی سیکھ لی کہ لیکچر دینے اور اخبارات میں مضامین اور خطوط لکھنے بھی شروع کر دیے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کینیا کے شہر ممباسہ میں ایک عیسائی انگریزی روزنامے میں ہر ہفتہ اسلام کے متعلق مضمون لکھنے کی مجھے توفیق عطا فرمائی۔

افریقہ میں ہماری کامیاب تبلیغی مہم کا مجموعی تاثر بفضلہٖ تعالیٰ نہایت خوشکن ہے۔ ایک دفعہ سیرالیون میں ایک مسلمان انسپکٹر آف سکولز مسٹر دورے نے مجھے برملا کہا کہ You people have brought the inspiration یعنی تم لوگ ہمارے لیے اسلام کی ترقی کی ایک نئی روح لے کر آئے ہو۔ ایک اَور

ممتاز مسلمان مسٹر مصطفی سنوسی (سیرالیون کے سابق نائب وزیراعظم) نے ایک دفعہ برملا یہ اعتراف کیا کہ اگر احمدی نہ آتے تو سارا ملک چند سال کے اندر اندر عیسائی ہو جاتا۔ اسی طرح کینیا میں جنوبی افریقہ کے ایک ممتاز مسلمان مسٹر جمل نے خط میں مجھے لکھا کہ میں آپ لوگوں کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے افریقہ میں تبلیغ اسلام کی ایک ایسی کامیاب مہم شروع کر رکھی ہے کہ سب سنّی علماء و شیوخ مل کر بھی اس کا عشر عشیر نہیں کر سکے اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ نیروبی مشن میں جنوبی افریقہ کا ایک مسلمان جو احمدیت کا مخالف تھا، ملنے آیا۔ دورانِ گفتگو مَیں نے اسے کہا کہ ہمارے آپس میں لڑنے جھگڑنے سے اسلام کو کیا فائدہ ہوگا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ بھی ہماری طرح تبلیغ اسلام کے لیے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اس پر اُس کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ آپ لوگوں نے تو کوئی جگہ چھوڑی ہی نہیں جہاں جا کر ہم تبلیغ کر سکیں۔

ایک بار آریہ سماج نے اپنا سالانہ جلسہ کیا اور اس میں اسلام کی نمائندگی کے لیے مجھے لیکچر کی دعوت دی۔ لیکچر کا عنوان تھا۔ سائنس کا اثر مذہب پر۔ خاکسار نے ثابت کیا کہ سچے مذہب کو سائنس سے ڈرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سائنس تو سچے مذہب کی سچائی کو ثابت کرے گی نہ کہ اس کی تردید۔ خاکسار نے متعدد واقعات اور یورپین اہل علم کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ سائنس نے جو اثر مذہب پر کیا ہے وہ اس قدر ہی ہے کہ جو مذاہب خلافِ فطرت تعلیم دیتے ہیں یا خلافِ عقل باتیں کہتے ہیں آج وہ اپنی تعلیم کو چھپانے لگ گئے ہیں اور ان کے پھیلنے کا امکان اب ختم ہو گیا ہے۔ بہرحال تقریر کے لیے صرف پندرہ منٹ کا وقت مجھے دیا گیا تھا جلسہ کے صدر (جو خود بھی آریہ تھے) نے اپنے سوامی کی تقریر پر وقت کی پابندی نہ لگائی اور ان کی تقریر دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس رعایت کے باوجود سوامی جی میرے دلائل کو چھو تک نہ سکے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس جلسہ میں اسلام کو نمایاں فتح عطا کی۔ تقریر کے بعد بعض ہندوؤں نے بھی میرے لیکچر کی تعریف کی۔

ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک انگریز عورت کو اس کے شیعہ خاوند نے طلاق دے دی جس پر اس عورت نے یہاں کے مشہور اخبار سٹینڈرڈ میں ایک خط لکھا اور اسلام کے حکمِ طلاق پر سخت حملہ کیا جس کا جواب ہمارے بھٹی صاحب نے اسے نہایت اچھے رنگ میں دیا اور بعد ازاں دو خط ہماری احمدی مستورات کی طرف سے بھی اس اخبار میں شائع ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عورت ہمارے مشن میں آئی اور مجھے کہنے لگی کہ تم لوگوں نے میرا کیس خراب کر دیا ہے۔ مَیں نے اسے بتلایا کہ ہم نے تو صرف اسلام کے ایک قیمتی اصول کی مدافعت کی ہے ورنہ ہمیں تمہاری ذات سے کوئی عناد نہیں ہے۔ ہاں تمہارے ساتھ ذاتی طور پر اگر کوئی بے انصافی ہوئی ہے تو تم عدالت میں جا کر انصاف حاصل کرو۔

ایک لیکچر خاکسار نے گورنمنٹ سینئر سیکنڈری سکول سروٹی میں دیا جس کے لیے میں اور مخلص احمدی بھائی مکرم عبد المغنی ہمایوں صاحب یورپین ہیڈ ماسٹر کو ملے۔ ہم سے پہلے عیسائی یورپین وفد نے تقریر کی جس کے بعد ہمایوں صاحب نے اُن سے پوچھا کہ کیا بائبل خود بھی اپنے متعلق کلام اللہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں۔ لیکن وہ جواب دینے سے عاجز نظر آئے۔

خاکسار نے متعدد کتب اور پمفلٹ مقامی زبانوں میں شائع کیے۔ لوگنڈی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی شروع کیا جس کے ساتھ مختصر تفسیری نوٹس شامل کیے جا رہے ہیں۔ یہ ترجمہ مکرم مولوی جلال الدین قمر صاحب اور ایک مقامی دوست کنز ٹیو صاحب نے کیا۔ اسی طرح مکرم مولوی صاحب کی معیت میں مَیں نے چھ روز تک ایک ایسی کانفرنس میں شرکت کی جو حکومت نے مختلف الخیال لوگوں کے اتحاد و اتفاق کے لیے منعقد کی تھی۔ یہ کانفرنس کمپالہ میں انٹرنیشنل کانفرنس سنٹر میں منعقد ہوئی اور اس کی صدارت اٹارنی جنرل نے کی۔ دو سو سے زائد نمائندگان نے کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ مسلمانوں میں اتحاد کیونکر ہو سکتا ہے اور کن ذرائع کو اختیار کرنے سے ان کے مختلف کاموں میں یکجہتی پیدا کی جا سکتی ہے۔ مَیں نے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے اپنی تقریر کا آغاز کیا کہ مَنْ صَلَّ صَلٰوتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِی لَهٗ ذِمَّةُ اللهِ وَ ذِمَّةُ الرَّسُوْلِ اور حاضرین کو بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے اتحاد کے لیے یہ بات بنیاد کے طور پر بیان فرمائی ہے اور جب تک ہم اسے پیشِ نظر نہ رکھیں گے اور اس کے مطابق اپنے قول اور فعل کو نہ ڈھالیں گے اتحاد کی تمام باتیں بے معنی ہوں گی۔ میری اس تقریر کو بفضلہ تعالیٰ بہت پسند کیا گیا اور ہال تالیوں سے گونج اُٹھا اور بعد والے مقرر نے کہا کہ جو کچھ میں نے کہنا تھا وہ مجھ سے پہلے مقرر نے چونکہ کہہ دیا ہے اس لیے اب میں لمبی تقریر نہیں کروں گا۔ بعد ازاں مختلف تجاویز پر غور کرنے کے لیے جو کمیٹیاں بنائی گئیں ان میں سے ایک کی صدارت مجھے دی گئی۔

☆... بکرم صوفی صاحب کے بیٹے صوفی محمد ادریس محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ کینیا میں ایک مرتبہ ہم گھر والے سفر کر رہے تھے۔ بارش ابھی ختم ہی ہوئی تھی۔ وہاں جب بارش ہوتی ہے تو ایک دم سے سیلاب کی سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ علاقہ بھی خطرناک قسم کا تھا کیونکہ وہاں جنگلی جانور وغیرہ بھی تھے۔ ایک جگہ پر جہاں پانی کھڑا ہوا تھا وہاں سے گاڑی گزری تو بند ہو گئی۔ ہم بچے پریشان ہو گئے تو صوفی صاحب نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم لوگ زندہ خدا پر یقین رکھنے والے ہیں، آؤ سب مل کر دعا کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اجتماعی دعا کروائی۔ ابھی دو منٹ ہی گزرے ہوں گے تو ایک طرف سے دو سکھ بھائی آئے جو کار میکینک تھے۔ انہوں نے پنجابی میں حالات پوچھے تو آپ نے بتایا کہ پانی میں سے گزرنے پر گاڑی بند ہو گئی ہے۔ انہوں نے گاڑی کا بونٹ کھول کر کاربوریٹر وغیرہ صاف کیا اور پھر گاڑی سٹارٹ کی تو ہو گئی۔ پھر وہ دونوں ہمارے ساتھ کافی دُور تک آئے اور تسلّی کر کے پھر واپس جانے لگے تو آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے پوچھا کہ آپ کہاں پر رہتے ہیں؟ انہوں نے ممباسہ میں ایک جگہ کا ایڈریس دیا۔ بعد میں جب ہم ممباسہ گئے تو آپ نے کہا کہ چلو اب ان کا شکریہ ادا کرنے ان کے گھر بھی جائیں۔ لیکن جب ہم اُن کا ایڈریس تلاش کرنے لگے تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی ایڈریس تھا ہی نہیں اور اُس علاقے میں اُس نام کا کوئی بندہ بھی نہیں تھا۔ آپ کہتے تھے کہ یہ تو کوئی خدائی مدد ہی تھی۔

آپ نے سواحیلی زبان میں کئی مختلف تبلیغی رسالے بھی تحریر کیے۔ کئی سال بعد جلسہ سالانہ ربوہ پر نیروبی سے آنے والے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ صوفی صاحب کی وہ کتاب لے کر تو آج بھی ہم عیسائیوں سے مباحثے کرتے ہیں جس میں آپ نے بائبل کے حوالہ جات اکٹھے کر کے شائع کیے ہیں۔

ایک مرتبہ گاڑی پر نیروبی اور مچہ کوسٹ کے درمیان بیابان جنگل میں سے گزرتے ہوئے والد صاحب نے ہمیں بتایا کہ وہ جو سامنے درخت نظر آ رہا ہے

وہاں ایک مرتبہ میں نے رات گزاری تھی۔ ہم سب بہت حیران ہوئے اور پوچھا کہ وہ کیوں۔ تو انہوں نے بتایا کہ ابھی تو ہم اس طرح گاڑی پر جا رہے ہیں لیکن اُس زمانے میں یہاں سڑک وغیرہ نہیں تھی اور جنگل تھا اور مَیں نے کئی میل چل کر فلاں گاؤں تک جانا تھا لیکن آگے شیروں کی موجودگی کا بھی خوف تھا۔ چنانچہ مَیں نے مناسب نہ سمجھا کہ رات کے وقت آگے جاؤں اور اس درخت پر چڑھ گیا۔ یہ پریشانی تو رہی کہ درخت پر کوئی نقصان دہ جانور نہ آجائے۔ خیر اسی طرح رات گزری اور علی الصبح جیسے ہی پو پھٹی اور کچھ روشنی ہوئی تو پھر پیدل روانہ ہوگیا۔

مجھے یہ بتاتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ ہم نے ابو کو صرف دیکھا ہی ہے پاس نہیں رہے۔ میں چھ مہینے کا تھا جب آپ افریقہ چلے گئے تھے۔ واپس آئے تو میری عمر ساڑھے تین سال تھی۔ امی مجھے بتاتی تھیں کہ یہ تمہارے ابو ہیں تو مَیں کہتا تھا کہ نہیں ابو تو وہ ہیں جو دیوار پر لگی تصویر میں ہیں۔ پھر پاکستان میں آپ اکثر دفتر، مسجد یا دوروں پر ہوتے۔ زیادہ تر ملاقات مسجد میں ہی ہوا کرتی تھی اور وہاں بھی زیادہ تر یہی پوچھتے تھے کہ آج کیا پڑھائی کی ہے اور قرآن کریم کتنا پڑھا ہے اور حضورؒ کی تحریک پر سترہ آیات یاد کر کے مجھے سناؤ۔ بڑی فکر سے یہ آیات یاد کرواتے اور سنتے۔ مجھے بہت کم یہ موقع ملا کہ میں ابو کو دیکھ سکوں یا کھل کر بات کر سکوں اور اگر کبھی یہ شکایت کی بھی کہ ابو کچھ وقت ہمارے لیے بھی دیں تو وہ کہتے تھے کہ بیٹا میں کوئی آٹھ گھنٹے کا ملازم نہیں ہوں میں نے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔

☆...مکرم صوفی صاحب کی اہلیہ تحریر کرتی ہیں کہ جب میری نئی نئی شادی ہوئی تو ان دنوں مبلغین کے گذارہ الاؤنس انتہائی قلیل ہوا کرتے تھے۔ مگر یہ محض اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کا فضل ہے کہ اس نے مجھے یہ ایام پورے صبر اور شکر کے ساتھ بسر کرنے کی توفیق دی اور میرا دھیان اور توکل ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہی رہا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ انتہائی شفقت سے مجھے پوچھا کرتے تھے کہ کتنا الاؤنس ملتا ہے اور کتنا ایندھن لیتی ہو، کتنا گھی لیتی ہو، کتنا دودھ لیتی ہو؟ ہر چیز بتانے پر پھر کہتے کہ گذارہ کیسے کرتی ہو؟ جس پر میں نے اُن کو بتایا کہ میں روزانہ ڈائری لکھتی ہوں جو چیز منگواتی ہوں جب ٹوٹل کرتی ہوں تو وہ زیادہ ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے مجھے نہیں پتہ کہ یہ کیا معاملہ ہے تو اب میں نے حساب لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے۔

ایک واقعہ تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرتی ہوں۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ میری ایک بہن بھی میرے پاس تھی اور میرے سسر صاحب بھی اُن دنوں میرے پاس تھے سخت گرمی کے روزے تھے۔ درس القرآن سے واپس آئی۔ روزہ رکھا ہوا تھا۔ مہینے کی غالباً 26 یا 27 تاریخ تھی۔ میرے پاس دو پیسے نہ تھے کہ برف منگوا کر ٹھنڈے پانی سے روزہ افطار کر سکوں۔ اسی طرح قرآن مجید بھی ہاتھ میں تھا۔ برقعہ بھی پہنا ہوا تھا۔ اس قدر مجھ پر رقت طاری ہوئی اور خوب دل کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑائی کہ میرے پیارے اللہ میاں جی! مَیں کس طرح روزہ افطار کروں؟ پھر مجھے سمجھ نہیں آئی کہ مجھے کیا ہوا اور میں نے پرانے بوسیدہ کپڑوں والا صندوق کھول کر کپڑوں کو اُلٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ دو تین کپڑے اٹھائے تھے کہ ایک روپے کا نیا نوٹ مجھے مل گیا جس کو پکڑ کر پہلے تو مَیں نے اسی جگہ کچے فرش پر سجدہ شکر کیا۔ پھر برف منگوائی اور روزہ افطار کیا بلکہ مہینے کے باقی دن بھی ان پیسوں کے ساتھ گذرے۔

میری شادی کے بعد مکرم صوفی صاحب قریباً ساڑھے چار سال کے لیے افریقہ چلے گئے۔ یہ عرصۂ جدائی، دو ننھے بچوں کی پرورش، ساتھ سسرال کے حقوق و فرائض اور پھر اپنی کم عمری ناسمجھی کے باوجود میرے پیارے مولیٰ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور قدم قدم پر میرا ساتھ دیا۔ جب یہ واپس آئے تو خاکسار نے ان کو گھر میں آنے پر پھولوں کے ہار پہنائے اور پاس کھڑی تھی کہ انہوں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ مبشرہ کہاں ہے؟ سب حیران رہ گئے کہ صوفی صاحب اپنی والدہ سے پوچھ رہے ہیں اور ساتھ کھڑی بیوی کو پہچانا نہیں تھا۔

شادی سے پہلے میں اپنے بہن بھائیوں اور والدین سے کبھی ایک رات بھی جدا نہیں ہوئی تھی اور ماشاء اللہ میرے نو بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی مَیں ہی تھی۔ اسی طرح سسرال میں بھی گھر میں ماشاء اللہ کافی افراد تھے۔ وہ سب لاہور رہتے تھے۔ میرے میاں کو جب کوارٹر مل گیا تو مَیں ربوہ آگئی۔ بہر حال میں بہت ڈرتی ہوتی تھی۔ رات ساری جاگتے گذرتی۔ دو سال کے بعد ایک عشاء کی نماز کے بعد مَیں نے رو کر اپنے پیارے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں تو میٹھی نیند بھی نہیں سوئی۔ میرے اللہ تعالیٰ کا پیار دیکھیں کہ جب مَیں چارپائی پر لیٹی تو مجھے یوں لگا کہ جیسے مَیں اپنے بچے کو گود میں سلاتی تھی اسی طرح میرے پیارے اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی گود میں سلا لیا۔ وہ اتنی میٹھی نیند تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس طرح کی نیند بس کبھی کبھی آتی ہے۔ پھر میں نے خواب میں حضرت رسول کریم ﷺ کو دعا کے لیے کہا کہ میرے لیے دعا کریں کہ میں اپنے میاں کے ساتھ چلی جاؤں۔ اسی طرح خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاس گئی، ان کو دعا کے لیے کہا کہ جہاں صوفی صاحب ہیں مَیں ان کے پاس چلی جاؤں۔ پھر جب میرے اللہ نے بہتر سمجھا اور یہ واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا دیا۔ دوبارہ تبلیغی دورہ پر مشرقی افریقہ، کینیا گئے۔ ان کے جانے کے چھ مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے چوتھا بچہ اور تیسرا بیٹا دیا جس کی پیدائش کے ایک ہفتہ بعد مجھے وائٹ لیگ جو سنا ہے خطرناک تکلیف ہوتی ہے وہ ہوگئی۔ تین ہفتے فضل عمر ہسپتال میں داخل رہی۔ معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔ پورے تین ہفتے کے بعد ہسپتال سے گھر آئی۔ ان دنوں نہ ہسپتال میں کوئی لیڈی ڈاکٹر تھی نہ کوئی اتنی سہولیات تھیں۔ اب وہ میرا بچہ ماشاء اللہ 30 سال کا ہونے والا ہے لیکن میری ٹانگ پر اس بیماری کا اثر اب بھی ہے۔

اس زندگی میں بہت کٹھن مرحلے اور دشوار گذار گھڑیاں بھی آئیں۔ اگر تو دنیا کی نظر سے دیکھوں تو ایک لمحہ کاٹنا بھی مشکل ہوتا تھا لیکن اپنے خدا کا پیار جو چھپا ہوتا ہے اس کے آگے یہ دنیا کی چمک دمک سب ہیچ و بے کار لگتی ہے۔ اس میں مزہ تھا بلکہ اب بھی ہے جس میں میرے پیارے اللہ تعالیٰ کی پیاری نظر مجھ پر اٹھتی ہے۔

☆...خاکسار (مضمون نگار) عرض کرتا ہے کہ والد صاحب تہجد اور نمازوں کی خود بھی بہت پابندی کیا کرتے تھے اور ہمیں بھی فجر کی نماز کے لیے جگایا کرتے۔ کبھی سستی ہوتی تو اکثر پانی کے چھینٹے ڈال کر جگایا کرتے۔ آپ کافی کے بہت شوقین تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ مجھے بھی کافی پسند ہے تو تہجد پڑھ کر دو کپ کافی کے بناتے اور مجھے جگا کر پہلے کافی پلاتے۔ جو مَیں خوشی سے اٹھ کر پی لیتا۔ پھر کہتے کہ اب اٹھ گئے ہو تو آؤ فجر کی نماز مسجد میں پڑھ آئیں۔